رسالہ
خالصُ الاعتقاد ۱۳۲۸ھ
(اعتقادِ خالص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلّ علٰی رسولہ الکریم ط

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت والا درجیت، بالا منزلت، عظیم البرکتہ حضرت مولٰنا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلمیہ، بعد تسلیم وآداب خادمانہ عارض۔

(۱) حضرت والا کو معلوم ہوگا کہ وہابیۂ گنگوہ دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سہسوان خذلہم اللہ تعالٰی نے اللہ عزوعلا و حضور پرنور سیّد الانبیاء وعلیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کی شان میں کیا کیا کلماتِ ملعونہ

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے جواب میں بطور مراسلہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض دیابنہ کی الزام تراشیوں سے پیدا شدہ صورتِ حال پر پریشان ہو کر تحقیق کے لیے مصنف علیہ الرحمۃ کو تحریر فرمائے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں مذکور ہیں۔

بکے، لکھے اور چھاپے، جن پر عامہ علماء عرب و ہند نے ان کی تکفیر کی، کتاب حسام الحرمین مع تمہید ایمان وخلاصہ فوائد فتاوی حاضرِ خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے اولین تمہیدِ ایمان وخلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمالیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتابِ مستطاب کی اشاعت پر خدااور رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بد گویوں کی جو حالتِ اضطراب و پیچ وتاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چیختے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے، پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سَوسَو پہلو بدلتے، اِدھر اُدھر پلٹے کھاتے ہیں مگر اصل مبحث کا جواب دینا درکنار، اس کا نا لیے ہول کھاتے ہیں، بد گویوں میں مرتضی حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار غار ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد صرف اسی لیے غلم چانے، بحثیں بدلنے، گالیاں چھاپنے کے لیے منتخب کیے گئے ہیں جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کو بھی جواب غائب اور چیخ بدستور، یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ ظفر الدین الجید وظفر الدین الطیب واشتہار ضروری نوٹس واشتہار نیازمانہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ کین کش پنجہ پیچ ورسالہ بارش سنگی ورسالہ پیکان جانگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالٰی ان سے کہہ دوں گا کہ ارسالِ خدمت اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصراً عرض کروں کہ بعونہ تعالٰی اظہارِ حق وابطالِ باطل کو بس ہوں۔

امرِ اوّل

وہابیہ کی افترا پردازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا ورسول جل وعلا وصلی الہ تعالٰی علیہ وسلم کے بد گویوں نے ادھر یہ مکر گانٹھا کہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کفر یا ضلال لگا سکیں۔

اس کے لیے مسئلہ غیب میں افترا چھانٹنے شروع کیے۔

(۱) کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، ذاتی، بے اعطائے الٰہی مانتا ہے۔

(۲) کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، علمِ الٰہی سے مساوی جانتا ہے صرف قدم و

حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۳) کبھی یہ کہ باستثناء ذات و صفاتِ الٰہی باقی تمام معلوماتِ الٰہیہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہ امورِ غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم بتفصیل تمام حاوی ٹھہراتا ہے۔

حالانکہ واحد قہار یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیاء کا افترا ہے۔

سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے، کس تحریر میں ہے؟

"قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾"[1]	تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ (ت)
"فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾"[2]	تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (ت)
"اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾"[3]۔	جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (ت)

یہی بیانات لوگوں کے سامنے بیان کرکے ان کو پریشان کرتے ہیں ان کا پریشان ہونا حق بجانب ہے اس پر اگر کوئی عالم مخالفت کرے تو ضرور اسے لائق و مناسب ہے۔ مفتریانِ کذّاب اگر ان کلمات کا خود مجھ سے استفتاء کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا رَدّ و ابطال میں کرتا۔

فقیر نے مکہ معظّمہ میں جو رسالہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ اس باب میں تصنیف کیا جس کی متعدد نقول علماء کرام مکہ نے لیں اس میں ان تمام خرافات کا رَد صریح موجود ہے۔ ان اباطیل کل یا بعض پر جو عالم مخالفت کرے یا رَد لکھے وہ رَد و خلافت حقیقۃً انہیں ملعون افتراؤں پر عائد ہوگا۔ نہ اس پر جو ان اکاذیب سے بحمد اللہ ایسا بری ہے جیسے وہ مفتریانِ کذاب دین و حیا سے۔

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾"[4]۔	اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۳

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[4] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

حضرت والا کو حق سبحانہ، وتعالیٰ شفائے کامل و عاجل عطافرمائے۔اگر براہِ کرم قدیم ولطفِ عمیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادم نوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین الیاس و مولانا عثمان بن عبدالسلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریظات اُن کی مُہری دستخطی موجود ہیں، نظرِ انور سے گزاروں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہوجائے گا کہ مفتریوں کے افتراء کس درجہ باطل و پادر ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی ید باطن کہے اہلسنت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر بہتان اٹھانا ہے۔والعیاذ باللہ رب العالمین، میرے رسالہ کی نظر اول میں ہے۔

(ا)العلم ذاتی مختص بالمولٰی سبحٰنه وتعالٰی لایمکن لغیره ومن اثبت شیئامنه ولوادنٰی من اَدنٰی من ادنٰی من ذرة لاحد من العٰلمین فقد کفر واشرك[1]۔	علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر ومشرک ہے۔

(۲)اُسی میں ہے:

اللاتناهی الکمی مخصوص بعلوم اللہ تعالٰی[2]۔	غیر متناہی بالفعل کو شامل ہونا صرف علمِ الٰہی کے لیے ہے۔

(۳)اُسی میں ہے:

احاطة احد من الخلق بمعلومات اللہ تعالٰی علٰی جهة التفصیل التام محال شرعا وعقلا بل لوجمع علوم جمیعا العٰلمین اولاً واٰخرًا لما کانت له نسبة ما اصلا الی علوم اللہ سبحٰنه وتعالٰی حتی کنسبة حصة من الف الف حصص قطرة الی الف الف بحر[3]۔	کسی مخلوق کا معلوماتِ الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط ہوجانا شرع سے بھی محال ہے، اور عقل سے بھی، بلکہ اگر تمام اہلِ عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کیے جائیں تو اُن کو علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بُوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

[1] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶

[2] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶

[3] الدولة المکیة النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص۶

(۴) اُسی کی نظر ثانی میں ہے:

زھر وبھر ممّا تقرر ان شبھۃ مساواۃ علوم المخلوقین طرا اجمعین بعلم ربنا الٰہ العٰلمین ما کانت لتخطر ببال المسلمین[1]۔	ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہوگیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علمِ الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے۔

(۵) اسی میں ہے:

قد اقمنا الدلائل القاھرۃ علی ان احاطۃ علم المخلوق بجمیع المعلومات الالٰہیۃ محال قطعا، عقلا وسمعا[2]۔	ہم قاہر دلیلیں قائم کرچکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہونا ہونا عقل وشرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے:

العلم الذاتی والمطلق والمحیط التفصیلی مختص باللہ تعالٰی وما للعباد الا مطلق العلم العطائی[3]۔	علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لیے صرف ایک گُونہ علم بعطائے الٰہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے:

لانقول بمساواۃ علم اللہ تعالٰی ولا بحصولہ بالاستقلال ولا نثبت بعطاء اللہ تعالٰی ایضا الا البعض[4]۔	ہم نے علمِ الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لیے علم بالذات جانیں، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتوٰی ابناء المصطفٰی بمبئی مراد آباد میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ **الکلمۃ العلیا**ف کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے، اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

---

[1] الدولۃ المکیہ النظر الثانی مطبع اہلِ سنت بریلی ص ۱۵

[2] الدولۃ المکیہ النظر الثانی مطبع اہلِ سنت بریلی ص ۱۶

[3] الدولۃ المکیہ النظر الثالث مطبع اہلِ سنت بریلی ص ۱۹

[4] الدولۃ المکیہ النظر الخامس مطبع اہلِ سنت بریلی ص ۲۸

ف: الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ

امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیاتِ نفی کی مراد

انہیں عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ علمِ غیب کا خاصہ حضرتِ عزت ہونا بے شک حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ" [1]۔	تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو۔ علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے، اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ملنا بھی قطعًا حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے۔

(۱) "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ" [2]۔	اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے:

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" [3]۔	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

"وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾" [4]۔	یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے:

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ" [5]۔	اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

[1] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[3] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶و۲۷

[4] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴

[5] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۲

(۵) حتی کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

"يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ"[1]۔	غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شیئ کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن، لاجرم تفسیر کبیر میں ہے۔

(۶) لایمتنع ان تقول نعلم من الغیب مالنا علیه دلیل[2]۔	یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔

(۷) نسیم الریاض میں ہے:

لم یکلفنا الله الایمان بالغیب الّا وقد فتح لنا باب غیبه[3]۔	ہمیں الله تعالٰی نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔

فقیر نے تو رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کے لیے کہا تھا یہ ائمہ، علماء جو اپنے لیے مان رہے ہیں معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کون سا حکم جڑیں۔

(۸و۹) امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں:

للمجتهدین القدم الراسخ فی علوم الغیب[4]۔	علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

(۱۰و۱۱) مولٰنا علی قاری (کہ مخالفین براہِ نافہمی اس مسئلہ میں ان سے سند لاتے ہیں) مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبدالله شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب[5]۔	ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲) یہی علی قاری مرقاۃ میں اُسی کتاب سے ناقل:

---

[1] القرآن الکریم ۲ /۳

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیة ۲ /۳ المطبعة البهیة المصریه مصر ۲ /۲۸

[3] نسیم الریاض فصل ومن ذلك ما اطلع علیه من الغیوب مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳ /۱۵۱

[4] الیواقیت والجواهر البحث التاسع والاربعون داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۴۸۰

[5] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبة الحبیبیه کوئٹہ ۱ /۱۲۸

يطلع العبدعلى حقائق الاشياء ويتجلّى له الغيب و غيب الغيب [1]۔	نورِ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

(۱۳) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

الناس ينقسم الى فطن يدرك الغائب كالمشاهد وهم الانبياء والى من الغالب عليهم متابعة الحس و متابعة الوهم فقط وهم اكثر الخلائق فلا بدّلهم من معلم يكشف لهم المغيبات وما هو الاالنبى المبعوث لهذا الامر [2]۔	آدمی دو قسم کے ہوتی ہیں، ایک وہ زیرک کہ غیب کہ مشاہد کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴و۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابو سلیمان دارانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل:

الفراسة مكاشفة النفس ومعاينة الغيب وهى من مقامات الايمان [3]۔	فراستِ مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ رُوح کا کشف اور غیب کا معائینہ ہے۔ اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶و۱۷) امام ابن حجر مکّی کتاب الاعلام، پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں:

الخواص يجوزان ان يعلموا الغيب فى قضية او قضايا كما وقع لكثير منهم واشتهر [4]۔	جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشتہر ہوا۔

(۱۸و۱۹) تفسیر معالم و تفسیر خازن میں زیر قولہ تعالٰی: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ" [5]۔ ہے۔

يقول انه صلى الله تعالٰى عليه وسلم	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے نبی صلی اللہ تعالٰی

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۱۹

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۲۰

[3] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات الخ مصطفی البابی مصر ص ۸۰

[4] الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۹، سل الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۱

[5] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴

یاتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم بل یعلّمکم [1]۔	علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قولہ تعالٰی: "وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾" [2] ہے۔

ای مما یختص بنا ولا یعلم الابتوفیقنا وھو علم الغیوب [3]۔	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علمِ غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے۔

قال انّك لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلك [4]۔	حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسٰی علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علمِ غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(۲۲) اُسی میں ہے عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا:

لم تحط من علم الغیب بما اعلم [5]۔	جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(۲۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب [6]۔	نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

(۲۴) اُسی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوأۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللہ تعالٰی اطلعه علٰی غیبه [7]۔	حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

[1] معالم التنزیل تحت آیة ۸۱/ ۲۴ دار الکتب العلمیه بیروت ۴/ ۴۲۲، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ۴/ ۳۹۹

[2] القرآن لکریم ۱۸/ ۶۵

[3] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیة ۱۸/ ۶۵ دار الفکر بیروت ۳/ ۵۱۰

[4] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیة ۱۸/ ۶۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

[5] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیة ۱۸/ ۶۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

[6] المواهب اللدنیه المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۷

[7] المواهب اللدنیه المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۵و۴۶

(۲۵) اُسی میں ہے:

قداشتھر وانتشر امرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب [1]۔	بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

(۲۶) اُسی کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جازمون باطلاعہ علی الغیب [2]۔	صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(۲۷) علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

علمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الٰی ان قال) ومنھا علمہ بالامور الغیبیۃ [3]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علمِ حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(۲۸) تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہا ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے:

انہ قال فی قولہ تعالٰی ولئن سألتھم لیقولن انما کنّا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب [4]۔	انہوں نے فرمایا اللہ کے قول ولئن سألتھم الخ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جانیں۔ (ت)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہوگیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے ایک منافق

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الثامن الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۵۵۴

[2] شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۷ / ۲۰۰

[3] الزبدۃ العمدۃ شرح البردۃ تحت شعرو واقفون لدیہ عند حدّھم جمعیۃ علماء سکندریہ خیرپور سندھ ص ۵۷

[4] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۹ / ۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰ / ۱۹۶، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ وغیرہ تحت آیۃ ۹ / ۶۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴ / ۲۱۰

بولا محمد غیب کیا جانیں اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے۔

وہابیہ پر غضبوں کی ترقیاں

[۱] **پہلا غضب:** ان پر ائمہ کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کیے ان پر تو یہیں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین ان مخالفینِ دین کے مذہب پر معاذاللہ کافر ومشرک ٹھہرتے ہیں۔

[۲] **دوسرا غضب:** اس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذاللہ عبداللہ ابن عباس خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علمِ غیب بتاکر کافر قرار پاتے ہیں۔

[۳] **تیسرا غضب:** اُس سے عظیم تر اشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبداللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علمِ غیب پر ایمان لا کر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔

[۴] **چوتھا غضب:** اس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لیے علمِ غیب بتاکر معاذاللہ (حاکم بدہن وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

[۵] **پانچواں غضب:** اُس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کہ اجماعًا قطعًا، یقینا، ایمانًا اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔

خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علمِ غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گرتی دیوار بے اُجرت سیدھی کردینے پر وہ اعتراض کہ باوصفِ وعدہ صبر نہ ہوسکا اور وہابی شریعت کی رُو سے منہ بھر کلمہ کفر سُنا اور شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے۔

خیر، ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تین کہاوتوں سے علاج تھا۔

موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خضر کے لیے علم غیب تسلیم کیا تو وہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسٰی بدین خود مایاں بدین خود، حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لیے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مثل کی آڑ لے سکتے تھے

کہ ناؤ کس نے ڈبوئی، خواجہ خصر نے۔
ابن عباس وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے علم غیب جانا تو کسی دہن دریدہ وہابی کو کہتے کیا لگتا کہ:

پیراں نمی پرند مریداں مے پرانند
(پیر نہیں اُڑتے بلکہ مرید انہیں اڑاتے ہیں۔ت)

لعنۃ اللہ علی الظلمین (ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت، ت)
مگر چھٹا غضب: دُھر کی قیامت تو خود اللہ واحد قہار نے ڈھادی، پورا قہر اس آیۃ کریمہ اور اس کی شانِ نزول نے توڑا۔ یہاں اللہ عزوجل یہ حکم لگارہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی غیب دانی سے منکر ہو وہ کافر ہے، وہ اللہ ورسول سے ٹھٹھا کرتا ہے، وہ کلمہ گوئی کرکے مرتد ہوتا ہے، افسوس کہ یہاں اس چوتھی مثل کے سوا کچھ گنجائش نہیں کہ ؎

مازیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم
(ہم نے دوستوں سے دوستی کی امید رکھی تھی جو کچھ ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ت)

بھلا جس خدا کی توحید بنی رکھنے کے لیے نبی سے بگاڑی، رسولوں سے بگاڑی، سب کے علم پر دولتی جھاڑی، غضب ہے وہی خدا وہابیہ کو چھوڑ کر رسول کا ہو جائے، الٹا وہابیہ پر حکم کفر لگائے، سچ ہے اب کسی سے دوستی کا دھرم نہ رہا، معلوم نہیں کہ اب مخالفین اپنے سر گروہوں کا فتوٰی مانتے ہیں یا اللہ واحد قہار کا، ولا حول ولاقوۃ الا باللہ (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی وعظمت والے خدا کی طرف سے، ت)

امر سوم
ذاتی وعطائی کی جانب علم کا انقسام اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔
علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے

قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔

تو آیاتِ واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعًا یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہاکہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر مبنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دُوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشا للہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشاللہ علم محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہٰذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق ایسا اخبث جنون گوارا کرسکتا ہے۔ ولٰکن النجدیة قوم لایعقلون (لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔ ت)

(۲۹و۳۰) امام ابن حجر مکی فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

وماذکرناہ فی الاٰیة صرح به النووی رحمة الله تعالٰی فی فتاواہ فقال معناھا لایعلم ذٰلك استقلا لًا وعلم احاطة بکل المعلومات الاّ الله تعالٰی [1]۔	یعنی ہم نے جو آیاتِ کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(۳۱) نیز شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

انه تعالٰی اختص به لکن من حیث الاحاطة فلا ینافی ذٰلك اطلاع الله تعالٰی لبعض خواصه علٰی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیھن خمس لا یعلمھن الا الله [2]۔	غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

[1] فتاوٰی حدیثیه مطلب فی حکم ماّاذا قال فلان یعلم الغیب مصطفٰی البابی مصر ص ۲۲۸

[2] افضل القراء القراء ام القرٰی تحت شعر لك ذات العلوم الخ مجمع الثقافی ابوظبی ۴۴۔ ۱۴۳

(۳۲) تفسیر کبیر میں ہے:

قولہ ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافہ بانہ غیر عالم بکل المعلومات[1]۔	یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

(۳۳و۳۴) امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔

(ھذہ المعجزۃ) فی اطلاعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی الغیب (المعلومۃ علی القطع) بحیث لایمکن انکارھا اوالتردد فیھا لا حدٍ من العقلاء (لکثرۃ رواتھا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب) وھذا لاینافی الاٰیات الدالۃ علی انہ لایعلم الغیب الا اللہ و قولہ ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیرواسطۃ وامّا اطلاعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ باعلام اللہ تعالٰی لہ فامر متحقق بقولہ تعالٰی فلایظھر علٰی غیبہ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول[2]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقینًا ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کرلیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالٰی کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(۳۵) تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لا اعلم الغیب فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الّا اللہ[3]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذاتِ خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

[1] مفاتیح الغیب

[2] نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض و من ذٰلک ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت برکات رضا ۳/ ۱۵۰

[3] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آیۃ ۶/ ۵۰ مصطفی البابی مصر ۶/ ۱۱۰

(۳۶) تفسیر انموذج جلیل میں ہے:

معناہ لایعلم الغیب بلادلیل الا اللہ اوبلا تعلیم الا اللہ او جمیع الغیب الا اللہ [1]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلادلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہے۔

(۳۷) جامع الفصولین میں ہے:

یجاب بانہ یمکن التوفیق بان المنفی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون ویؤیدہ قولہ تعالٰی اتجعل فیھا من یفسد فیھا الاٰیۃ لانّہ غیب اخبر بہ الملئکۃ ظنا منھم اوبا علام الحق فینبغی ان یکفر لوادعاہ مستقلًا لا لو اخبربہ باعلام فی نومہ اویقظتہ بنوع من الکشف اذلامنافاۃ بینہ وبین الاٰیۃ لما مرّمن التوفیق [2]۔	(یعنی فقہانے دعوی علم غیب پر حکمِ کفر کیا اور حدیثوں اور آئمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کاانکار نہیں ہوسکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذاتِ خود علم غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علمِ غیب کی نفی نہ کی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اوراس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تُو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظنًا یا خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے سے، تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علمِ غیب ملنے کا دعوی کرے نہ یوں کہ براہِ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علمِ غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

(۳۸و۳۹) ردالمحتار میں امام صاحبِ ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے:

لوادعٰی علم الغیب بنفسہ	اگر بذاتِ خود علم غیب حاصل کرلینے کا دعوی

[1]

[2] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۰۲

یکفر [1]۔	کرے تو کافر ہے۔

(۴۰تا۴۴) اسی میں ہے:

قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علٰی روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا الامن ارتضٰی من رسول اھ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین بھذہ الاٰیۃ علٰی نفیھا [2]۔	تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے، ملتقط میں فرمایا: کہ جس نے اللہ ورسول کو گواہ کرکے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو بعض علم غیب ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رَد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(۴۵) تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے:

لم ینف الاالدرایۃ من قبل نفسہ ومانفی الدرایۃ من جھۃ الوحی [3]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(۴۶و۴۷) تفسیر جمل شرح جلالین وتفسیر خازن میں ہے:

المعنی لا اعلم الغیب الا ان	آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الجہاد باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹۷

[2] ردالمحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ /۲۷۶

[3] غرائب القرآن (تفسیر النیسا پوری) تحت آیۃ ۴۶ /۹ مصطفی البابی مصر ۲۶/۸

یطلعنی اللہ تعالٰی علیہ [1]۔	اس کے معنٰی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(۴۸) تفسیر البیضاوی میں ہے:

لااعلم الغیب مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل [2]۔	آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(۴۹) تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

وعندہ مفاتیح الغیب وجہ اختصاصہا بہ تعالٰی انہ لایعلمہا کماھی ابتداءً الّا ھو [3]۔	یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(۵۰) تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے:

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باستجابۃ دعاءہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کماھی ولکنہ یکلم الناس علٰی قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ	یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالٰی کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت وماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا:

[1] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۷/ ۱۸۸، ۲/ ۲۸۰ والفتوحات (تفسیر الجمل) ۳/ ۱۵۸

[2] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیۃ ۶/ ۵۰ دار الفکر بیروت ۲/ ۴۱۰

[3] عنایۃ القاضی علٰی تفسیر البیضاوی تحت آیتہ ۶/ ۵۸ دار صادر بیروت ۴/ ۷۳

وسلم علمت ماکان ومایکون اھ مختصرًا[1]۔	میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

الحمدللہ اس آیہ کریمہ کی فرمادو میں غیب نہیں جانتا ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمداللہ تعالٰی سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان ومایکون کا علم ملا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

امر چہارم
علمِ غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین وآخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذراسی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الٰہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش وفرش شرق و غرب و جملہ کائنات از روزِ اول تا روزِ آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش وفرش دو حدیں

[1] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) تحت آلایۃ ۶ /۵۰ مصطفٰی البابی مصر ۷ /۱۱۲

ہیں۔ روزِ اول و روزِ آخر دو ۲ حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو ۲ حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔
بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہو نیہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذاللہ توہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو۔ انہوں نے صاف کہہ دیا کہ۔

(۱) حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں[1]۔

(۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی نہ جانتے تھے[2]۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:

(۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لیے مانے جب بھی شرک ہے[3]۔

(۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور ابلیس لعین کے لیے تمام زمین کا
علم محیط حاصل جانیں[4]۔

(۵) اس پر عذر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے[5]۔

(٦) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لیے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[2] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[3] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[4] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

[5] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساواقع ڈھور ص۵۱

کے لیے اس کے ماننے پر جھٹ حکمِ شرک جڑ دیا یعنی خاص صفت ابلیس کے لیے تو ثابت ہے وہ تو خدا کا شریک ہے، مگر حضور کے لیے ثابت کرو تو مشرک ہو۔

(۷) اس پر بعض غالی اور بڑھے اور صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے[1]۔ **انّا للہ وانّا الیہ راجعون** (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ت)

اصل بحث ان کلماتِ ملعونہ کی ہے، خبثاء کا واکاٹ کہ (پینترا بدل کر) اس سے بچتے اور علم کے خاص وغیر خاص ہونے کی بحث بے علاقہ لے دوڑتے ہیں کہ علمِ غیب کو آیات واحادیث نے خاص بخدا بتایا۔ فقہاء نے دوسرے کے لیے اس کے اثبات کو کفر کہا ہے، اس کا جواب تو اوپر معروض ہو چکا کہ خدا کے ساتھ خاص وہی علم ذاتی و محیط حقیقی ہے غیر کے لیے اسی کے اثبات کو فقہاء کفر کہتے ہیں۔

علمِ عطائی غیر محیط حقیقی خدا کے لیے ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کی صفت خاصہ ہو یہ علم ہم نے نہ غیر خدا کے لیے مانا، نہ وہ نصوص واقوال ہم پر وارد۔ مگر ان حضرات سے پوچھیے کہ آیات واحادیث حصر واقوال فقہاء علم عطائی غیر محیط حقیقی کو بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو تمہارا کتنا جنون ہے کہ انہیں ہم پر پیش کرتے ہو ان کو ہمارے دعوے سے کیا منافات ہوئی اور اگر اسے بھی شامل ہیں تو اب بتائیے کہ گنگوہی صاحب آپ ابلیس کے لیے جو علمِ محیط زمین اور تھانوی صاحب آپ ہر پاگل ہر چوپائے کے لیے جو علمِ غیب کے قائل ہیں آیا ان کے لیے علم ذاتی حقیقی مانتے ہیں یا اس کا غیر۔ بر تقدیر اول قطعًا کافر ہو، بر تقدیر ثانی بھی خود تمہارے ہی منہ سے وہ آیات وہ احادیث واقوالِ فقہاء تم پر وارد۔ اور تم اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے خود کافر و مرتد۔

اب کہیے، مفر کدھر؟

ہاں مفر وہی ہے کہ ابلیس اور پاگل اور چوپائے سب تو علم غیب رکھتے ہیں، آیاتِ واحادیث واقوالِ فقہاء ان کے لیے نہیں، وہ تو صرف محمد رسول کی نفیِ علم کے لیے ہیں۔ **الالعنة اللہ علی الظّٰلمین** (خبردار! ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ت)

---

[1] تغییر العنوان مع حفظ الایمان دریبہ کلاں دہلی بھارت، ص ۱۷

امر پنجم
علمِ غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضلِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم جانے دیجئے۔ تتمہ کلام استماع فرمایئے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے۔ بہت اہلِ ظاہر جناب خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا ماکان ومایکون بمعنی مذکور میں ازانجا کہ غایت میں دخول وخروج دونوں محتمل ہیں، ساعت داخل ہو یا نہیں بہر حال یہ مجموعہ بھی علومِ الٰہیہ سے ایک بعض خفیف بلکہ انباء المصطفٰی حاضر ہے۔

میں نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الٰہی تو علم الٰہی جو غیر متناہی در غیر متناہی ہے، یہ مجموعہ ماکان کا علم علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر سے ایک لہر ہے، پھر علم الٰہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی، اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علمِ الٰہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں، "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ"[1]۔ (اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔ت) اور واقعی جب ان کے امام الطائفہ کے نزدیک ایک پیڑ کے پتے گن دینے پر خدائی آگئی تو ماکان ومایکون تو بڑی چیز ہے۔ خیر انہیں جانے دیجئے یہ خاص مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محلِ لوم نہیں۔

ہاں ہمارا مختار قولِ اخیر ہے جو عام عرفائے کرام وبکثرت اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات واحادیث واقوالِ ائمہ حضرات کو فقیر کے رسالہ انباء المصطفٰی میں ملیں گے۔ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر وماکان ومایکون وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر ووافر ہیں۔

---
[1] القرآن الکریم ۶/ ۹۱

اور اقوال اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار، یہاں بطورِ نمونہ صرف بعض اشاراتِ ائمہ پر اقتصار، **وما توفیقی الا باللہ العزیز الغفار**، حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

تجلّٰی کل شیئ و عرفتُ[1]۔	ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔

اور فرمایا:

علمت ما فی السمٰوٰتِ وما فی الارض[2]۔	میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

(۵۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزئی و کُلی واحاطہ آں[3]۔	"میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اس حدیث میں تمام علوم جزی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کا بیان ہے۔ (ت)

(۵۲) امام محمد بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم[4]۔	یارسول اللہ ! دنیا وآخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہے) حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(۵۳) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

کون علمهما من علومه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق و	لوح و قلم کا علم علومِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق

[1] جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۴۶ دارالفکر بیروت ۵ /۱۶۰

[2] جامع سنن الترمذی کتاب التفسیر من سورۃ ص حدیث ۳۲۴۴ دارالفکر بیروت ۵ /۱۵۹

[3] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب المساجد مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۳۳

[4] مجموع المتون متن قصیدۃ البردۃ الشئون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۰

دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات و علمهما یکون سطرا من سطور علمه ونهرًا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده صلی الله تعالٰی علیه وسلم [1]۔	دقائق، عوارف اور معارف کہ ذاتِ و صفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۵۴) ام القرٰی شریف میں ہے:

وسع العٰلمین علمًا و حلمًا [2]۔	حضور کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔

(۵۵) امام ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان الله تعالٰی اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین ماکان ومایکون [3]۔	اس لیے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو تمام عالم پر اطلاع دی، تو سب اولین وآخرین کا علم حضور کو ملا جو ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔

(۵۶و۵۷) نسیم الریاض میں ہے:

ذکر العراقی فی شرح المهذب انه صلی الله تعالٰی علیه و سلم عرضت علیه الخلائق من لدن اٰدم علیه الصلوة والسلام الی قیام الساعة فعرفهم کلّهم کما علم اٰدم الاسماء [4]۔	امام عراقی شرح مہذب میں فرماتی ہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ و السلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(۵۸) اسی لیے امام بوصیری مدحیہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں: ؎

---

[1] الزبدۃ العمدۃ فی شرح البردۃ ناشر جمعیۃ علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۱۱۷

[2] مجموع المتون متن قصیدۃ الھمزیہ فی مدح خیر البریۃ الشؤن الدینیۃ دولتہ قطر ص ۱۸

[3] افضل القرا القراء ام القرٰی

[4] نسیم الریاض الباب الثالث فصل فیما وردمن ذکر مکانتہ مرکز اہلسنت برکاتِ رضا گجرات الہند ۲ /۲۰۸

لك ذات العلوم من عالم الغيب ومنها لاٰدم الاسماء [1]

عالم غیب سے حضور کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نام۔

(۵۹و۶۰) امام ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالٰی ان الزائر يشعر نفسه بانه واقف بين يديه صلى الله تعالٰی عليه وسلم كما هو فی حياته اذلافرق بين موته وحياته صلى الله تعالٰی عليه وسلم اعنی فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونيّاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذٰلك عنده جلی لاخفاء فيه [2]۔	بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کردے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے جیسا کہ حضور کی حیاتِ ظاہر میں، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب حضور پر روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

(۶۱) نیز مواہب شریف میں ہے:

لاشك ان الله تعالٰی قد اطلعه علی ازيد من ذٰلك والقی عليه علوم الاولين والاخرين [3]۔	کچھ شک نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالٰی نے اس سے بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القافرمایا۔

(۶۲ تا ۶۴) امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی ہیں لکھتے ہیں:

النفوس القدسية اذا تجردت	پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا

[1] مجموع المتون متن قصيدة الهمزيه الشئون الدينية دولة قطر ص ۱۱

[2] المدخل لابن الحاج فصل فی الكلام علی زيارة سيد المرسلين دار الكتاب العربی بيروت ۱/ ۲۵۲، المواهب اللدنية المقصد العاشر الفصل الثانی المكتب الاسلامی بيروت ۴/ ۵۸۰

[3] المواهب اللدنية المقصد الثامن الفصل الثالث المكتب الاسلامی بيروت ۳/ ۵۶۰

عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملاء الاعلٰی ولم یبق لھا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاھد[1]۔	ہوتی ہیں، ملاء اعلٰی سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(۶۵) ملا علی قاری شریف شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

ان روح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام[2]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

(۶۶) مدارج النبوۃ شریف میں ہے:

ہر چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا اوان نفخۂ اولٰی بروے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم کرد و یارانِ خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد[3]۔	جو کچھ دنیا میں ہے آدمی علیہ السلام کے زمانے سے نفخۂ اُولٰی تک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر منکشف کردیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہوگئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتادیئے۔

(۶۷) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ:

وھو بالکل شیئ علیم وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دانا ست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء و افعال وآثار بجمیع علوم ظاہر و باطن اول وآخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ، علیہ من الصلوات افضلھا ومن التحیات اتمّھا واکملھا[4]۔	وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء وافعال وآثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر و باطن، اول وآخر کا احاطہ کرلیا اور فوق کل ذی علم علیم کا مصداق ہوگئے، ان پر اللہ کی بہترین رحمتیں ہوں اور اتم و اکمل تحیات ہوں۔

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۰۲

[2] شرح الشفاء للملاّ علی قاری فصل فی المواطن التی تستحب فیھا الصلوۃ والسلام دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۱۱۸

[3] مدارج النبوۃ باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۴۴

[4] مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲و۳

(۶۸) شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

افاض علیّ من جنابه المقدس صلی الله تعالٰی علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حیّزه الی حیّز القدس فیتجلّی له حینئذٍ کل شیئ کما اخبر عن هذا المشهد فی قصة المعراج المنامی[1]۔	مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ سے فائض ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقامِ مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہوجاتی ہے جیسا کہ قصّہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی۔

(۶۹) نیز اسی میں ہے:

العارف ینجذب الی حیزّ الحق فیصی عبدالله فتجلّی له کل شیئ[2]۔	عارف مقامِ حق تک کھینچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

(۷۰) اُسی میں ولی فرد کے خصائص سے لکھا ہے کہ وہ تمام نشاۃ عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے، پھر لکھا کہ یہ استیلاء انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔

واما فی غیرهم فمناصب وراثة الانبیاء کالمجددیة و القطبیعة وظهور اٰثارها واحکامها والبلوغ الی حقیقة کل علم وحال[3]۔	رہے غیر انبیاء، ان میں وراثت کے منصب ہیں جیسے مجدد و قطب ہونا۔ ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔

(۷۱) اسی میں تقریر مذکور و تفصیل دقائق فرد کے بعد ہے:

بعد ذٰلك كله جبلت نفسه نفسًا قدسیة لایشغلها شان عن شان ولایاتی علیه حال من الاحوال الی التجرد الی النطقة الکلیة الا وهو خبیر	اور اس سب کے بعد بات یہ ہے کہ مرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی (یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے)

[1] فیوض الحرمین مشہد اللہ تعالٰی مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے وقت کیا کرتا ہے، محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۶۹

[2] فیوض الحرمین مشهد قدَم صدقٍ عند ربهم کی تفسیر محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۷۵

[3] فیوض الحرمین مشهد مشهد آخر یعنی دقائق اور ان کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۲۸۰ و ۲۸۱

بہا الاٰن وانما الاٰتی تفصیل لاجمال [1]۔	اور اب سے لے کر اس وقت تک کہ وہ سب سے جدا ہو کر مرکز عالم سے جا ملے یعنی وقتِ وفات تک جو کچھ حال اس پر آنے والا ہے اس سب کی اس وقت اسے خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔

(۷۲) امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

ھذا مع انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایکتب ولکنہ اوتی علم کل شیئ حتی قدوردت اٰثار بمعرفتہ حروف الخط وحسن تصویرھا کقولہ لاتمدوا بسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ ابن شعبان من طریق ابن عباس وقولہ الحدیث الاخر الذی روی عن معٰویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ کان یکتب بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لہ الق الدواۃ و حرّف القلم واقم الباء وفرق السین ولاتعور المیم وحسن اللہ و مدّ الرحمن وجود الرحیم [2]۔	یعنی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بے شک حدیثیں آتی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے، جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ کشش سے نہ لکھو (سین میں دندانے ہوں نری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر ترچھا قط دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور اس کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھا نہ کردو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمٰن میں کشش ہو (رحمن یا رحمن یا رحمن یا رحمن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔

(۷۳و۷۴) امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواہر والدرر نیز کتاب درۃ الغواص میں سید علی خواص

---

[1] فیوض الحرمین مشھد آخر الیعنی دقائق اوران کے اثرات محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۸۶۔۲۸۵

[2] الشفاء بحقوق المصطفٰی فصل ومن معجزاتہ الباہرۃ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/۲۹۸و۲۹۹

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل:

محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو الاول والاخر و الظاھر والباطن و قدولج حین اسرٰی بہ عالم الاسماء الذی اولھا مرکز الارض واخرھا السماء الدنیا بجمیع احکامھا و تعلقاتھا ثم ولج البرزخ الی انتہائہ وھو السماء السابعۃ ثم ولج علم العرش الی مالا نھایۃ الیہ، وانفتح فی برزخیتہ تصور العوالم الالٰھیۃ والکونیۃ اھ ملتقطًا۔[1]	محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی اول وآخر وظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لاانتہا تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔

(۷۵) تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ: "وَ كَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ"[2]۔(اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ت) فرمایا:

الاطلاع علی اثار حکمۃ اللہ تعالٰی فی کل واحد من مخلوقات ھذا العالم بحسب اجناسھا وانواعھا و اصنافھا واشخاصھا و احوالھا ممالا یحصل الاللا کابر من الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام ولھذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول فی دعاء اللھم ارنا الاشیاء کما ھی[3]۔	اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور جزموں ہر ہر مخلوق میں حکمت الٰہیہ کے آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلوۃ والسلام اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھادے اھ۔

اقول: یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس، نوع، صنف، شخص۔ جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل

---

[1] الجواہر والدرر علی ہامش الابریز مصطفی البابی مصر ص ۲۱۱ تا ۲۱۳

[2] القرآن الکریم ۶/ ۷۵

[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۶/ ۷۵ المطبعۃ البھیتہ المصریۃ مصر ۱۳/ ۴۵

جانتے ہیں، وہابیہ کے نزدیک کافر ومشرک ہونے کو یہی بہت ہے، بلکہ ان کے نزدیک امام ممدوح کو کافر ومشرک سے بہت بڑھ کر کہنا چاہیے۔

گنگوہی صاحب نے صرف اتنی بات کو کہ دنیا میں جہاں کہیں مجلس میلاد ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اطلاع ہو جائے، زمین کا علم محیط مانا اور صاف حکمِ شرک جڑ دیا کہ شرک نہیں تو کون سا حصّہ ایمان کا ہے[1]۔

تو امام کہ صرف زمین درکنار، زمین وآسمان وفرش وعرش وتمام عالم کے جملہ اجناس وانواع واصناف واشخاص واجرام کو نہ صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا بھی علم محیط مانتے ہیں گنگوہی دھرم میں ان کو تو کئی لاکھ درجے ڈبل کافر ہونا چاہیے والعیاذ باللہ تعالٰی ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اصالۃً علوم غیب اور ان کے عطا ونیابت سے ان کے خدام اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بھی ایک ایک ذرہ عالم کا تفصیلی علم عطا ہونا ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بتصریح اولیاء واقع ہے، جیسا کہ عنقریب آتا ہے وللہ الحمد۔

(۷۶) یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے:

الاطلاع علی تفاصیل اٰثار حکمۃ اللہ تعالٰی فی کل احد من مخلوقات ھذہ العوالم بحسب اجناسھا وانواعھا واصنافھا واشخاصھا واعوارضھا ولواحقھا کما ھی لا تحصل الا لاکابر الانبیاء و لھذا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ ارنی الاشیاء کما ھی[2]۔	ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الٰہیہ پر انکی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں، نیز عوارض و لواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا میں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (ت)

اس میں اٰثار حکمۃ اللہ کے ساتھ تفاصیل زائد ہے۔ ھذا العالم کی جگہ ھٰذہ العوالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے اور اجناس وانواع واصناف واشخاص کے ساتھ عوارض ولواحق بھی مذکور ہے کہ احاطہ جملہ جواہر واعراض میں تصریح تر ہو، اگرچہ اجناس عالم

[1] البراہین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاسا واقع ڈھور ص ۵۱

[2] غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری) آیۃ ۶/ ۷۵ مصطفی البابی مصر ۷/ ۱۴۱

میں عوارض بھی داخل تھے پھر ان کے ساتھ کما ھی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطاء والوھم (غلطی اور وہم کی آلائش سے پاک۔ت) کی تاکید ہو۔فجزاھم اللہ تعالٰی خیر جزا آمین۔

(۷۷) نیشاپوری میں زیر آیۂ کریمہ "وَّجِئْنَابِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴿۴۱﴾ "[1] (اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔ت) فرمایا:

لانّ روحه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم شاہد علٰی جمیع الارواح والقلوب و النفوس لقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اول ما خلق اللہ روحی[2]۔	یہ جو رب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔(کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظرِ کرم سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میری روح کریم کو پیدا کیا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا)

(۷۸) حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی قدس سرہ، اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباغ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کتاب مستطاب ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے آیہ کریمہ "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا"[3]۔(اور اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ت) کے متعلق فرمایا:

المراد بالاسماء الاسماء العالیة لا الاسماء النازلة فان کل مخلوق له اسم عال واسم نازل، فالاسم النازل ھو الذی یشعر بالمسمّٰی فی الجملة والاسم العالی ھو الذی	اس کلام نورانی واعلام ربانی ایمان افروز، کفران سوز کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کے دو نام ہیں علوی و سفلی، سفلی نام تو صرف مسمّٰی سے ایک گونہ آگاہی دیتا ہے۔اور علوی نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے

[1] القرآن الکریم ۴ /۴۱

[2] غرائب القرآن

[3] القرآن الکریم ۲ /۳۱

یشعر باصل المسّٰی ومن ایّ شیئ ھو و بفائدۃ المسّٰی ولای شیئ یصلح الفاس من سائر ما یستعمل فیہ وکیفیۃ صنعۃ الحداد لہ فیعلم من مجرد سماع لفظہ وھذہ العلوم والمعارف المتعلقۃ بالفاس وھکذا کل مخلوق، والمراد بقولہ تعالٰی الاسماء کلھا الاسماء التی یطیقھا ادم ویحتاج الیھا سائر البشر اولھم بھا تعلق وھی من کل مخلوق تحت العرش الٰی ماتحت الارض فیدخل فی ذلك الجنۃ والنار والسمٰوٰت السبع وما فیھن وما بینھن وما بین السماء والارض وما فی الارض من البراری والقفار والا ودیۃ والبحار و الاشجار فکل مخلوق فی ذلك ناطق اوجامد الّا و آدم یعرف من اسمہ تلك الامور الثّلثۃ اصلہ وفائدتہ و کیفیۃ ترتیبہ ووضع شکلہ فیعلم من اسم الجنۃ من این خلقت ولایّ شیئ خلقت وترتیب مراتبھا وجمیع ما فیھا من الحور وعدد من یسکنھا بعد البعث ویعلم من لفظ النار مثل ذلك ویعلم من لفظ السماء مثل ذلك ولایّ شیئ کانت الاولٰی فی محلھا و الثانیۃ وھکذا فی کل سماء ویعلم من لفظ الملئکۃ من ای شیئ خلقوا ولا یّ شیئ خلقوا وکیفیۃ خلقھم وترتیب مراتبھم وبایّ شیئ استحق

کہ مسمّٰی کی حقیقت وماہیت کیا ہے اور کیونکر پیدا ہوا اور کاہے سے بنا اور کس لیے بنا، آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے جس سے انہوں نے حسبِ طاقت وحاجتِ بشری تمام اشیاء جان لیں اور یہ زیر عرش سے زیر فرش تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت ودوزخ وہفت آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جنگل اور صحرا اور نالے اور دریا اور درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو معلوم ہوگیا کہ عرش سے فرش تک ہر شے کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس شکل پر ہے۔ جنت کا نام سنتے ہی انہوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس لیے بنی اور اس کے مربتوں کی ترتیب کیا ہے اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ اس میں آجائیں گے اسی طرح نار (دوزخ) یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انہوں نے جان لیا کہ کاہے سے بنے اور کیونکر بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لیے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہوا اور دسرا دوسرے کا۔ اسی طرح عرش سے زیرِ زمین تک ہر فرشتے کا حال، اور یہ

هذا الملك هذا المقام واستحق غيره مقامًا اخر وهكذا فی كل ملك فی العرش الٰی ماتحت العرض فهٰذه علوم ادم واولاده من الانبياء عليهم الصلوة و السلام والاولياء الكمل رضی الله تعالٰی عنهم اجمعين، و انما خص اٰدم بالذكر لانه اوّل من علم هٰذه العلوم و من علمها من اولاده فانما علمها بعده وليس المراد انه لايعلمها الا اٰدم وانما خصصناها بمايحتاج اليه وذريته وبمايحتاج اليه وذريته و بما يطيقونه لئلا يلزم من عدم التخصيص الاحاطة بمعلومات الله تعالٰی وانما قال تنزلت اشارة الی الفرق بين علم النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم بهذه العلوم و بين علم اٰدم وغيره من الانبياء عليهم الصلوة بها فانهم اذا توجهوا اليها يحصل لهم شبه مقام عن مشاهدة الحق سبحانه وتعالٰی واذا توجهوا نحو مشاهدة الحق سبحانه وتعالٰی حصل لهم شبه النوم عن هذه العلوم ،ونبينا صلی الله تعالٰی عليه وسلم لقوته لا يشغله هذا عن هذا فهواذا توجه نحوالحق سبحانه و تعالٰی حصلت له المشاهدة التامة وحصل له مع ذلك مشاهدة هذه العلوم وغيرهما مما لايطلق واذاتوجه نحوهذه العلوم حصلت له مع حصول هذه المشاهدة فی الحق

تمام علوم صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلوۃ والسلام، آدم کا نام خاص اس لیے لیا کہ انکو یہ علوم پہلے ملے، پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت وحاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لیے رکھا کہ جملہ معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ نہ لازم آئے اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کو مشاہدہ حضرت عزت جلالہ، سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک نیند سی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا، وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے پردہ ہو نہ مشاہدہ خلق مشاہدہ حق سے، پاکی وبُلندی اسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں صلی اللہ

سبحٰنہ و تعالٰی فلا تحجبہ مشاھدۃ الحق عن مشاھدۃ الخلق ولا مشاھدۃ الخلق عن مشاھدۃ الحق سبحٰنہ وتعالٰی[1]۔	تعالٰی علیہ وسلم۔

کیوں وہابیو! ہے کچھ دم؟ ہاں ہاں تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی شرک دانی لے کر دوڑیو، مشرک مشرک کی تسبیح بھانیو، کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد خاسر کون تھا، "سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ"[2]۔ (بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑھا جھوٹا اترونا۔ت)

اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) اشر قولی کہ زبان سے بک بک کرے۔

(۲) اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز آئے۔

وہابیہ اشر قولی واشر فعلی دونوں ہیں۔ "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ"[3]۔ (اللہ انہیں مارے کیا اوندھے جاتے ہیں)

حضرت سیدّی شاہ عبدالعزیز قد سنا اللہ بسرہ العزیز، اجلّہ اکابر اولیاء عظام و اعاظم سادات کرام سے ہیں، بدلگام وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں کہ ان کی شان کریم میں حسب عادت لئیم گستاخی و زبان درازی کریں، لہٰذا مناسب کہ اس پاک، مبارک، لاڈلے بیٹے کی تائید میں اس کے مہربان باپ، مسلمانوں کے مولٰی، اللہ واحد قہار کے غالب شیر، سیدنا امیر المومنین مولٰی علی مشکل کشا حاجت روا، کافر کُش، مومن پناہ کرم کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے بعض ارشادات ذکر کروں کہ سگانِ زرد کے برادر شغال اس اسدِ ذوالجلال کی بو سونگھ کر بھاگیں، اور شرک شرک بکنے والے منہ میں قہر کے پتھر ہوں، اور پتھروں سے آگیں۔

(۷۹) ابن النجار ابوالمعتمر مسلم بن اوس وجاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابوالائمۃ الطاہرین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی فانّی لا اُسأل عن شیئ دون العرش الّا	مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

[1] الابریز الباب السابع دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۲ و ۳۸۳

[2] القرآن الکریم ۵۴/ ۲۶

[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

اخبرت عنه[1]۔	بتادوں گا۔

عرش کے نیچے کُرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت الثّری تک سب داخل ہے، مولٰی علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جو شَے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا، رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(۸۰) امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فوالله لاتسألونی عن شیئ الٰی یوم القیٰمة الاّ حدثتکم به[2]۔	میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں: کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے، یہ دونوں حدیثیں امامِ جلیل، جلال الملۃ والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

(۸۱ تا ۸۴) ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیا میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبه جعفر الصادق کتب فیه لاهل البیت کل مایحتاجون الٰی علمه وکل مایکون الٰی یوم القیٰمة[3]۔	جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادے۔

(۸۵) علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی الله تعالٰی	یعنی جفر وجامعہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم

1

2 جامع بیان العلم وفضله باب فی ابتداء العالم جلساء بالفائدة وقوله سلونی دارالفکر بیروت ۱/ ۱۳۸

3 حیوۃ الحیوان الکبرٰی تحت لفظ الجفرۃ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۲۷۹، وفیات الاعیان ترجمہ عبدالمومن صاحب المغرب ۴۰۸ دار الثقافت بیروت ۳/ ۲۴۰

عنه قد ذكر فيهما على طريقة علم الحروف الحوادث التى تحدث الى انقراض العالم وكانت الائمة المعروفون من اولاده يعرفونهما ويحكمون بهما وفى كتاب قبول العهد الذى كتبه على بن موسٰى رضى الله تعالٰى عنهما الى المامون انك قد عرفت من حقوقنا ما لم يعرفه اباؤك فقلبت منك عهدك الا ان الجفر والجامعة يدلان على انه لايتم ولمشائخ المغاربة نصيب من علم الحروف ينتسبون فيه الى اهل البيت ورأيت انا بالشام نظما اشير فيه بالرموز الى احوال ملوك مصر و سمعت انه مستخرج من ذينك الكتابين اھ[1]۔	کی دو کتابیں ہیں بے شک امیر المومنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیئے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالٰی عنہم اُن کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے۔اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا ابن امام موسٰی کاظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو اپنے بعد ولیعہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے اس لیے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں۔مگر جفر و جامعہ بتارہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا۔(چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی میں شہادت پائی) اور مشائخِ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں،اور میں نے ملک شام میں ایک نظر دیکھی جس میں شاہانِ مصر کے احوال کی طرف رمزوں میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انہی دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔انتہٰی

اس علم علوی شریف مبارک کی بحث اور اس کے حکم شرعی کی جلیل تحقیق بحمد للہ تعالٰی فقیر کے رسالہ **مجتلی العروس و مراد النفوس** ۱۳۲۸ھ میں ہے جو اس کے غیر میں نہ ملے گی۔

(۸۶) حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

وعزة ربى ان السعداء والاشقياء ليعرضون على عينى فى اللوح	عزت الٰہی کی قسم بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ

[1] شرح مواقف النوع الثانى المقصد الثانى منشورات شریف الرضی قم ایران ۶/ ۲۲

المحفوظ [1]۔	میں ہے۔

(۸۷) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

لولالجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بماتاکلون وماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر یرٰی مافی بواطنکم وظواھرکم [2]۔	اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کرکے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(۸۸) اور فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

قلبی مطلع علی اسرار الخلیفۃ ناظرا لی وجوہ القلوب قد صفاہ الحق عن دنس رویۃ سواہ حتّٰی صار لوحًا ینقل الیہ مافی اللوح المحفوظ وسلم علیہ ازمۃ امور اھل زمانہ وصرفہ فی عطائھم ومنعھم [3]۔	میرا دل اسرارِ مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے اللہ تعالٰی نے اسے روایت ماسوا کے میل سے صاف کردیا کہ ایک لوح ہوگیا جس کی طرف وہ منتقل ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ (اللہ تعالٰی نے) تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اسے سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں، جسے چاہیں منع فرمادیں۔

(۸۹ و ۹۰ و ۹۱) **والحمدللہ رب العالمین** یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلہ اکابرائمہ مثل امام اوحد سیّدی نور الحق والدین ابوالحسن علی شطنوفی صاحب کتاب بہجۃ الاسرار وامام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحبِ خلاصۃ المفاخر وغیرہما نے حضور سے بہ اسانیدِ صحیحہ روایت فرمائے، اور علی قاری وغیرہ علماء نے نزہتہ الخاطر وغیرہا کتب مناقب شریفہ میں ذکر کیے۔

(۹۲) عارف کبیر احد الاقطاب الاربعہ سیدنا حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] بھجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بھا عن نفسہ محدثا بنعمۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

[2] بھجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بھا عن نفسہ محدثا بنعمۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۵

[3] بھجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بھا عن نفسہ محدثا بنعمۃ ربہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۵۰

اطلعه علٰی غیبه حتی لا تنبت شجرة ولا تخضرورقة الابنظره[1]۔	اللہ تعالٰی اسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اُگتا اور کوئی پتہ نہیں ہریاتا مگر اس کی نظر کے سامنے۔

(۹۳) عارف باللہ حضرت سیدی رسلان دمشقی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

العارف من جعل الله تعالٰی فی قلبه لوحًا منقوشًا باسرار الموجودات و بامداده بانوار حق الیقین یدرك حقائق تلك السطور علی اختلاف اطوار ها و یدرك اسرار الافعال فلا تتحرك حرکة ظاهرةً ولا باطنة فی الملك والملکوت الا ویکشف الله تعالٰی عن بصیرة ایمانه وعین عیانه فیشهدها علمًا وکشفًا[2]۔	عارف وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالٰی نے ایک لوح رکھی ہے کہ جملہ اسرار موجودات اس میں منقوش ہیں اور حق الیقین کے نوروں سے اسے مدد دی کہ وہ ان لکھی ہوئی چیزوں کی حقیقتیں خوب جانتا ہے باآنکہ انکے طور کس قدر مختلف ہیں اور افعال کے راز جانتا ہے تو ظاہری یا باطنی کوئی جنبش ملک یا ملکوت میں واقع نہیں ہوتی، مگر یہ کہ اللہ تعالٰی اس کے ایمان کی نگاہ اور اس کے معاینہ کی آنکھ کھول دیتا ہے تو عارف اسے دیکھتا ہے اور اپنے علم و کشف سے جانتا ہے۔

(۹۴) (مذکورہ بالا) یہ دونوں کلام کریم سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے طبقاتِ کبرٰی میں نقل کیے۔

(۹۵) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے:

زمین در نظر ایں طائفہ چو سفرہ ایست[3]۔	اس گروہ کی نظر میں زمین دستر خوان کی طرح ہے۔(ت)

(۹۶) حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین نقشبندی رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ کلامِ پاک نقل کرکے فرماتے:

ومامی گوئیم چوں روئے ناخنے ست ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست[4]۔	ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی سطح کی طرح ہے، کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

[1] قول سیّد احمد رفاعی

[2] الطبقات الکبرٰی ترجمہ ۲۷۴ رسلان الدمشقی دار الفکر بیروت ص ۲۱۴

[3] نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاءُ الحق والدّین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۳۸۷

[4] نفحات الانس ترجمہ خواجہ بہاءُ الحق والدّین النقشبندی انتشارات کتاب فروشی ص ۸۸۔۳۸۷

گنگوہی صاحب! اب اپنے شیطانی شرک براہین کی خبر لیجئے۔

(۹۷) یہ دونوں ارشاد مبارک حضرت مولٰینا جامی قدس سرہ السامی نے نفحات الانس میں ذکر کیے۔

(۹۸) امامِ اجل سیّدی علی وفا رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ من الافلاک والجنّة والنّار، وانما الرجل من نفذ بصرہ الٰی خارج ھذا الوجود کلہ وھناك یعرف قدر عظمة موجوہ سبحٰنہ وتعالٰی[1]۔	مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے آسمان وجنت و نار یہی چیزیں محدود مقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجدِ عالم سبحنہ وتعالٰی کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(۹۹) یہ پاکیزہ کلام کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا۔

(۱۰۰) ابریز شریف میں ہے:

سمعتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ احیانا یقول ما السمٰوٰت السبع والارضون السبع فی نظر العبد المؤمن الا کحلقة ملقاة فی فلاة من الارض[2]۔	یعنی میں نے حضرت سید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بارہا سنا کہ فرماتے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعتِ نگاہ میں ایسے ہیں جیسے ایک میدانِ لق ودق میں ایک چھلا پڑا ہوا۔

(۱۰۱) امام شعرانی کتاب الجواہر میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

الکامل قلبہ مراٰة للوجود العلوی و السفلی کلہ علی التفصیل[3]۔	کامل کا دل تمام عالم علوی و سفلی کا بروجہ تفصیل آئینہ ہے۔

(۱۰۲) امام رازی تفسیر کبیر میں رَدِ معتزلہ کے لیے حقیقتِ کرامات اولیاء پر دلائل قائم کرنے میں فرماتے ہیں:

الحجة السادسة لا شك انّ المتولی للافعال ھو الروح لا البدن ولھذا نری ان کل من کان اکثر علمًا باحوال عالم الغیب	یعنی اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ ہے کہ بلاشبہہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ کہ بدن، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم غیب کا علم زیادہ ہے اس کا

[1] الیواقیت والجواھر البحث الرابع والثلاثون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۷۰

[2] الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۴۲

[3] الجواھر والدرر علی ھامش الابریز الباب السادس مصطفی البابی مصر ص ۲۲۳

کان اقوٰی قلبًا و لھذا قال علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ و اللہ ماقلعت باب خیبر بقوۃ جسدانیۃ ولٰکن بقوۃ ربانیۃ وکذٰلك العبداذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ تعالٰی کنت لہ سمعًا وبصرًا فاذا صار نور اجلال اللہ تعالٰی سمعًا لہ سمع القریب و البعید واذاصارذٰلك النور بصرًا لہ راٰی القریب و البعید واذا صارذٰلك النوریدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب[1]۔	دل زیادہ زبردست ہوتا ہے، والہذا مولٰی علی نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے، اسی طرح بندہ جب ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کی نسبت رب عزوجل فرماتا ہے کہ وہاں میں خود اس کے کان آنکھ ہوجاتا ہوں تو جب اجلالِ الٰہی کا نور اس کا کان ہوجاتا ہے بندہ نزدیک، دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ ہوجاتا ہے بندہ نزدیک و دور، سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہے بندہ سہل و دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔

(۱۰۳) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث مثنوی شریف میں موزہ و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

گرچہ ہر غیبے خدامارا نمود　　　　دل دراں لحظہ بخود مشغول بود[2]

(اگرچہ ہر غیب خدانے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔ت)

(۱۰۴) مولانا بحر العلوم ملک العلماء قدس سرہ، شرح میں فرماتے ہیں:

محمد رضا گفتہ اے فکر تن نداشت و از جہت استغراق بعضی مغیبات برانبیاء مستور شوند انتہٰی، معنی بیت ایں چنیں ست کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل رامشاہدہ می کرد وذات باحدیث جمیع اسماء دردل ست پس بسبب	یعنی محمد رضا کہتا ہے دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیوب انبیاء سے چھپ جاتے ہیں انتہی، شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کررہا تھا اور ذات احدیث تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے، پس اس

[1] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیۃ ۱۸/ ۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/ ۷۷

[2] مثنوی معنوی ربودن عقب موزہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور دفتر سوم ص ۸۱

استغراق دریں مشاہدات توجہ بسوئے اکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند وایں وجہ وجیہ است[1]۔	مشاہدہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے توجہ عالم کی طرف نہ تھی اس لیے بعض حالات پوشیدہ رہے یہ بہترین توجیہ ہے۔(ت)

(۱۰۵و۱۰۶و۱۰۷و۱۰۸) امام قرطبّی شارح صحیح مسلم، پھر امام عینی بدر محمود، پھر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ حدیث **خمس لایعلمھن الا اللہ** کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فمن ادعٰی علم شیئ منھا غیر مسند الٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان کاذبًا دعواہ[2]۔	یعنی جو کوئی قیامت وغیرہ خمس سے کسی شے کے علم کا اِدعا کرے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور کے بتائے سے مجھے یہ علم آیا، وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں، اور جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعوی کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

(۱۰۹) روض النضیر شرح جامع صغیر امام کبیر جلال الملۃ والدین سیوطی سے اس حدیث کے متعلق ہے۔

اما قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا ھو ففسر بانہ لا یعلمھا احد بذاتہ و من ذاتہ الا ھو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالٰی فان ثمہ من یعلمھا وقد وجدنا ذٰلك لغیر واحد کما راینا جماعتہ	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ ان پانچوں غیبوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذاتِ خود اپنی ذات سے انہیں اللہ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے بے شک یہاں ایسے موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص

[1]

[2] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ادرۃ طباعۃ المنیریۃ بیروت ۱/ ۲۹۰، ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۴۱

علموا امتی یموتون و علموا مافی الارحام حال حمل المرأۃوقبلہ [1]۔	ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھاکب مریں گےاور انہوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیاکہ پیٹ میں کیاہے۔

(۱۱۰) شیخ محقق قدس سرہ، لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد لاتعلم بدون تعلیم اللہ تعالٰی منہ [2]۔	مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

(۱۱۱)علامہ ہیجوری شرح بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

لم یخرج صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الدنیا الابعدان اعلمہ اللہ تعالٰی بھذہٖ الامور ای الخمسہ [3]۔	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔

(۱۱۲)علامہ شنوانی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیاکہ:

قدورد ان اللہ تعالٰی لم یخرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی اطلعہ علٰی کل شیئ [4]۔	بے شک وارد ہواکہ اللہ تعالٰی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیاجب تک کہ حضور کو تمام اشیاء کا علم عطانہ فرمایا۔

(۱۱۳)حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایخفی علیہ شیئ من الخمس المذکورۃ فی الایۃ لشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذٰلك والاقطاب السبعۃ من امتہ	یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیاہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں غیب جوآیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ

[1] روض النضیر شرح الجامع الصغیر

[2] لمعات التنقیح شرح مشکٰوۃ المصابیح تحت حدیث ۳ مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاھور ۱/ ۷۳

[3] حاشیۃ الباجوری علی البردۃ تحت البیت فان من جودك الدنیا الخ مصطفی البابی مصر ص ۹۲

[4]

الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بسید الاولین والآخرین الذی هو سبب کل شیئ و منه کل شیئ [1]۔	تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی نہیں، اور کیونکر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہیں، حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے، غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا۔ جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۱۴) نیز ابریز عزیز میں فرمایا:

قلت للشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنه فان علماء الظاهر من المحدثین وغیرهم اختلفوا فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم هل کان یعلم الخمس فقال رضی اللہ تعالیٰ عنه کیف یخفی امر الخمس علیه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لایمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس [2]۔	یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ س ے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا انکار کرتا ہے، اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہلِ تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے حالانکہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیائے کرام اہلِ تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کرسکتے۔

(۱۱۵) تفسیر کبیر میں زیرآیہ کریمہ "عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" [3] فرمایا:

ای وقت وقوع القیٰمة من غیب	یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب

---

[1]

[2] الابریز الباب الثانی مصطفی البابی مصر ص ۱۶۷ و ۱۶۸

[3] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶

الذی لایظھرہ اللہ لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلك علی القیٰمۃ فکیف قال الامن ارتضٰی من رسول مع انہ لا یظھر ھذا الغیب لاحد قلنا بل یظھرہ عند قرب القیٰمۃ"[1] (ملخصًا)	میں سے ہے جس کو اللہ تعالٰی کسی پر ظاہر نہیں کرتا اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علمِ قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا: الاّمن ارتضٰی من رسول باوجود یہ کہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا، ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا۔ (ت)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے، وہ وقتِ قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۱۱۶) علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ **خذلھم اللہ تعالٰی** کے کرامات اولیاء سے انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر وابطال میں فرماتے ہیں:

الخامس وھو فی الاخبار عن المغیبات قولہ تعالٰی عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدًا الا من ارتضٰی من رسول خص الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع غیر ھم وان کانوا اولیاء مرتضین، الجواب ان الغیب ھٰھنا لیس للعموم بل مطلق اومعین ھووقت وقوع القیٰمۃ بقرینۃ السباق ولا یبعدان یطلع	یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہوسکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیونکر غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہلسنت عـــہ نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں جس کے یہ معنے ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقًا اولیاء کے علومِ غیب کی نفی

عـــہ: **فائدہ:** اس نفیس عبارت کتاب العقائد اہلسنت سے ثابت ہوا کہ وہابیہ معتزلہ سے بھی بہت خبیث تر ہیں، معتزلہ کو صرف اولیائے کرام کے علومِ غیب میں کلام تھا انبیاء کے لیے مانتے تھے، یہ خبیث خود انبیاء سے منکر ہوگئے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہا ئمہ اہلسنت انبیاء واولیاء سب کے لیے مانتے ہیں وللہ الحمد ۱۲منہ۔

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۷۲/ ۲۶ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۳۰/ ۱۶۸

علیه بعض الرسل من الملٰئکة او البشر فیصح الاستثناء [1]۔	ہوسکے، بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوعِ قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوااوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے۔ (تو آیت سے صرف اتنانکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کی تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے، اس پر اگر شبہہ کیجئے کہ اللہ تو رسولوں کا استثناء فرمارہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے تعین وقت قیامت لیجئے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو اُن کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ) ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

(۱۱۷) امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں:

لایعلم متی تقوم الساعة الا الله الا من ارتضٰی من رسول فانه یطلعه من یشاء من غیبه والولی التابع له یاخذ عنه [2]۔	کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوااس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے۔ (یعنی وقتِ قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں۔) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لیے راہ رکھی، مگر یوں کہ اصالۃً انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے، اور حق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیر رسل سے علم غیوب میں اصالت کی نفی فرماتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

(۱۱۸و۱۱۹) علامہ حسن بن علی مدابغی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات وہبیہ شرح اربعین امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں:

الحق کما قال جمع انّ الله سبحٰنه	یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علماء نے

[1] شرح المقاصد المبحث الثامن اولی هو العارف بالله تعالٰی دار المعارف النعمانیة لاہور ۲ /۲۰۴و۲۰۵

[2] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الرعد دار الکتاب العربی بیروت ۷ /۱۸۶

وتعالٰی لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امر بکتم بعض و الاعلام ببعض [1]۔	فرمایا کہ اللہ عزوجل ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرمادیا، ہاں بعض علوم کی بنسبت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتائے اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

(۱۲۰) علامہ عشماوی کتاب مستطاب عجب العجاب شرح صلاۃ سیّدی احمد بدوی کبیر صلی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

قیل انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوتی علمھا (ای الخمس) فی اٰخر الامر لکنہ امر فیھا بالکتمان وھٰذا القیل ھو الصحیح [2]۔	یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہوگیا مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا، اور یہی قول صحیح ہے۔

تنبیہ جلیل

الحمد للہ یہ بطورِ نمونہ ایک سوبیس ۱۲۰ عبارات قاہرہ میں جن سے وہابیت کی پوچ ذلیل عمارت نہ صرف منہدم ہوئی بلکہ قارون اور اس کے گھر کی طرح بفضلہٖ تعالٰی تحت الثرٰی پہنچتی ہے، اور بحمدہ تعالٰی یہ کل سے جز ہیں، ایسے ہی صدہا نصوص جلیلہ و عظیمہ دیکھنا ہوں تو فقیر کی کتاب مالیئ الجیب بعلوم الغیب ۱۳۱۸ھ و رسالہ اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون ۱۳۱۸ھ" ملاحظہ ہوں کہ نصوص کے دریا ہیں چھلکتے، اور حبِّ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چاند چمکتے اور تعظیم حضور کے سورج دمکتے، اور نور آیمان کے تارے جھلکتے، اور حق کے باغ مہکتے اور ہدایت کے پھول چہکتے اور نجدیت کے کوے سسکتے اور وہابیت کے بوم بلکتے، اور بدبوح گستاخ پھڑکتے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

وہابیہ خذلھم اللہ تعالٰی ان نصوص قاہرہ کے مقابل ادھر ادھر سے کچھ عبارات دربارہ تخصیص

عـــــہ: صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1]

[2] عجب العجاب شرح صلوٰۃ سید احمد کبیر بدوی

غیوب نقل کر لاتے اور بغلیں بجاتے ہیں حالانکہ یہ محض جہالت، کج فہمی بلکہ صریح مکاری اور ہٹ دھرمی ہے انصافاً وہ ہمارے ہی بیان کا دوسرا پہلو دکھاتے ہیں۔

فقیر گزارش کرچکا کہ مسئلہ عموم و خصوص اُن اجماعات بعد کہ امر چہارم میں معروض ہوئے علمائے اہلسنت کا خلافیہ (اختلافی) ہے۔ عامہ اولیاء کرام و بکثرت علمائے عظام جانب تعمیم ہیں اور یہی ظاہر نصوص قرآن عظیم و مفادات احادیث حضور پر نور علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ہے۔

اور بہت اہل رسوم جانب خصوص گئے، ان میں بھی شاید نرے متقشفوں کا یہ خیال ہو ورنہ ان کے لیے اس پر ایک باعث ہے جس کا بیان مع چند نظائرِ نفسیہ فقیر کے رسالے انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیئ (۱۳۲۰ھ) میں مشرح ہے تو ایسی عبارات سے ہمیں کیا ضرر، ہم نے کیا دعوی اجماع کیا تھا کہ خلاف دکھاؤ۔

وہاں تم اپنی جہالت سے مدعی اجماع تھے یہاں تک کہ مخالف کی تکفیر کر بیٹھے۔ تو ہر طرح تم پر قہر کی مار ہے ایجابِ جزئی سے موجبہ کلیہ کا ثبوت چاہنا مجنون کا شعار ہے۔

تم دس عبارتیں خصوص میں لاؤ ہم سو نصوص عموم میں دکھائیں گے پھر ظواہر قرآن و حدیث و عامہ اولیائے قدیم و حدیث ہمارے ساتھ ہیں، اور اسی میں ہمارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فضیلت کی ترقی اور خود اسی بارے میں ان کا رب فرما چکا کہ "وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾"[1] سکھادیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ جسے اللہ بڑا کہے اسے گھٹائے کیونکر بنے، معہذا اگر بفرض باطل خدا کا فضل عظیم چھوٹا اور مختصر ہی ہو۔ مگر ہم نے ظواہر قرآن و حدیث و تصریحات صدہا ائمہ ظاہر و باطن کے اتباع سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیادہ رفعت شان چاہ کر اسے بڑا مانا تو بحمد اللہ تعالٰی اللہ کے فضل اور اس کے حبیب کی تعظیم ہی کی۔

اور اگر واقع میں وہ فضلِ الٰہی ویسا ہی بڑا ہے اور تم نے برخلاف ظواہر نصوص قرآن و حدیث اسے ہلکا اور چھوٹا جانا تو تمہارا معاملا معکوس ہوا۔ "فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ"[2]۔ خیال کرلو کہ کون سا فریق زیادہ مستحق امن ہے۔

غرض یہاں چند پریشان عبارات خصوص کا سنانا محض جہل ہے یا سخت مکر، کلام تو اس میں ہے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۳

[2] القرآن الکریم ۶/ ۸۱

کہ تم اقوال عموم بمعنی مر قوم بلکہ اس سے بھی لاکھوں درجے ہلکے پر حکمِ شرک وکفر جڑرہے ہو۔گنگوہی جی کی قاطعہ براہین دیکھو۔صرف اتنی بات کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اطلاع ہوجائے، علمِ محیط زمین ٹھہرادیا۔پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود وابلیس کی صفت بتا کر صاف حکمِ شرک پھٹادیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں پھر عرش تا فرش کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا کروڑ درجے بڑا ہے پھر ماکان ومایکون کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

اسی طرح اور تعمیمات کہ کلامِ ائمہ دین وعلمائے معتمدین میں گزریں۔اس کا ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو ان کا ماننے والا تو پدموں سنکھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہوگا۔

یونہی تمہارا امام علیہ ماعلیہ تقویۃ الایمان میں بعطائے الٰہی بھی غیب کی بات کا علم ماننے کو شرک کہہ چکا پھر گنگوہی جی کا شرک تو میلاد مبارک کی اطلاع پر اُچھلا تھا۔ان امام جی نے ایک پیڑ کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔

تمام علماء، اولیاء، صحابہ، انبیاء وہابیوں کی تکفیر کا نشانہ

اب دیکھئے کہ گنگوہی واسمٰعیل ووہابیہ نے معاذ اللہ کن کن آئمہ، علماء ومحدثین وفقہاء ومفسرین ومتکلمین واولیاء وصحابہ وانبیاء علیہم الصلوۃ والثنا کو کافر بنادیا۔

انہیں کو گنئے جن کے اقوال وارشادات اس مختصر میں گزرے۔

(۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی
(۲) مولٰنا ملک العلماء بحر العلوم
(۳) علامہ سامی صاحبِ ردالمحتار
(۴) آئمہ اہلسنت ومصنفانِ عقائد
(۵) شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی
(۶) علامہ شہاب الدین خفاجی
(۷) امام فخر الدین رازی
(۸) علامہ سید شریف جرجانی
(۹) علامہ سعد الدین تفتازانی
(۱۰) علی قاری مکی
(۱۱) امام ابنِ حجر مکی
(۱۲) علامہ محمد زرقانی
(۱۳) علامہ عبدالرؤف مناوی
(۱۴) علامہ احمد قسطلانی
(۱۵) امام قرطبی
(۱۶) امام بدر الدین عینی
(۱۷) امام بغوی (صاحبِ تفسیر معالم)
(۱۸) شیخ علاؤالدین علی بغدادی (صاحبِ تفسیر خازن)
(۱۹) علامہ بیضاوی
(۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحبِ تفسیر غرائب القرآن)

(۲۱)علامہ جمل (شارح جلالین) (۲۲)امام ابوبکر رازی (صاحبِ تفسیر انموذج جلیل)
(۲۳)امام قاضی عیاض (۲۴)امام زین الدین عراقی (استاد امام ابن حجر عسقلانی)
(۲۵)حافظ الحدیث احمد سلجماسی (۲۶)ابن قتیبہ
(۲۷)ابن خلکان (۲۸)امام کمال الدین دمیری
(۲۹)علامہ ابراہیم بیجوری (۲۰)علامہ شنوانی
(۳۱)علامہ مدابغی (۳۲)علامہ ابن عطیہ
(۳۳)علامہ عشماوی (۳۴)امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملتقط)
(۳۵)علامہ بدر الدین محمود بن اسرائیل (صاحب جامع الفصولین) (۳۶) شیخ عالم بن صاحبِ تاتارخانیہ
(۳۷)امام فقیہہ صاحبِ فتاوٰی حجہ (۳۸)امام عبدالوہاب شعرانی
(۳۹)امام یافعی (۴۰)امام اوحد ابوالحسن شطنوفی
(۴۱)امام ابن حجر مکی (۴۲)امام محمد صاحب مدحیہ بردہ شریف
(۴۳) حضرت مولانا جامی (۴۴) حضرت مولوی معنوی
(۴۵) حضرت سید عبدالعزیز دباغ (۴۶) حضرت سیدی علی خواص
(۴۷) حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین (۴۸) حضرت خواجہ عزیزان رامتینی
(۴۹) حضرت شیخ اکبر (۵۰) حضرت سیدی علی وفا
(۵۱) حضرت سیّدی رسلان دمشقی (۵۲) حضرت سیدی ابوعبداللہ شیرازی
(۵۳) حضرت سیدی ابوسلیمان درانی (۵۴) حضرت قطبِ کبیر سید احمد رفاعی
(۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم (۵۶) حضرت امام علی رضا
(۵۷) حضرت امام جعفر صادق (۵۸) حضرت عالیہ دیگر آئمہ اطہار
(۵۹) امام مجاہد (۶۰) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس
(۶۱) حضور سیدنا امیر المومنین علی مرتضٰی (۶۲) عامہ صحابہ کرام
(۶۳) حضرت خضر بلکہ (۶۴) حضرت موسٰی بلکہ
(۶۵) (خاک بہ دہن دشمنان) خود حضور سید الانبیاء (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) بلکہ
(۶۶) (لعنۃ اللہ علی الظٰلمین) خود اللہ رب العالمین

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؁" [1]۔	نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ عنقریب ظالم جانیں گے کس لوٹنے کی جگہ لوٹتے ہیں۔(ت)

یہ گنتی میں تو چھیاسٹھ ہیں اور ان میں آئمہ اہلسنت، مصنفانِ عقائد جن کا حوالہ علامہ شامی نے دیا، اور آئمہ اطہار جن کا حوالہ علامہ سید شریف نے اور تمام صحابہ کرام جن کا حوالہ امام قسطلانی وعلامہ زرقانی نے دیا سب خود جماعتیں ہیں۔

اور رہے یہ کہ جب اللہ ورسول تک نوبت ہے تو اگلے پچھلے جن وانس وملائک تمام مومنین سب ہی وہابیہ کی تکفیر میں آگئے۔

ان بے دینوں کا تماشا دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے بدگویوں کی تکفیر ہوئی اس پر کیا کیا روئے ہیں کہ ہائے سارے جہان کو کافر کہہ دیا۔(گویا جہان انہیں ڈھائی نفروں سے عبارت ہے) ہائے اسلام کا دائرہ تنگ کردیا (گویا اسلام ان بے دینوں کے قافیہ کا نام ہے ان کا قافیہ تنگ ہوا تو اسلام ہی کا دائرہ تنگ ہوگیا۔

اور خود یہ حالت کہ اشقیاء نہ علماء کو چھوڑیں، نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کو نہ جناب کبریا (عزوجلالہ) کو سب پر حکم کفر لگائیں اور خود ہٹے کٹے مسلمانوں کے بچے بنے رہیں "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ؁" [2] (خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) ہاں ہاں وہابیو! گنگوہیو! دیوبندیو! تھانویو دہلویو! امرتسریو! بات کے پکے اور قول کے سچے ہو تو آنکھیں بند کرکے منہ کھول کر صاف کہہ ڈالو کہ ہاں ہاں شاہ ولی اللہ سے لے کر فقہاء محدثین مفسرین، متکلمین اکابر علماء، اکابر علماء، سے لے کر اولیاء اولیاء سے لے کر آئمہ اطہار، آئمہ اطہار سے لے کر انبیاء عظام، انبیاء عظام سے لے کر سید الانبیاء، سید الانبیاء (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے لے کر واحد قہار تک تمہارے دھرم میں سب کافر ہیں، اس کی بحث ہے اس میں کلام ہے۔ دو چار، دس بیس عبارات تخصیص دکھانے، کروٹیں بدلنے، کہنے، مکرنے، اڑے اڑے پھرنے سے کام نہیں چلتا۔

[1] القرآن الکریم ۲۶ /۲۲۷

[2] القران الکریم ۱۱/ ۱۸

یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہوگیا اور یہ عقیدہ کفر کا ہے، مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن کن پاک دامنوں سے وابستہ ہے، احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد علماء، اولیاء آئمہ صحابہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ع

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ

(اگرچہ ہم چھوٹے ہیں مگر نسبت بُلند ہے۔ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ، پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا ہے:

رومی سخن کفر نگفتست ونگوید، منکر مشوید ش

کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد مردود جہاں شد

(رومی نے کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ کہے گا۔ اس کے منکر مت ہو۔ کافر وہ شخص ہوتا ہے جس نے انکار ظاہر کیا مردود جہاں ہوگیا۔ت)

اب اپنا ہی حال سوجھو کہ تمہاری آگ کالوکا کہاں تک پہنچا جس نے علماء، اولیاء وائمہ وصحابہ وانبیاء ومصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) وحضرت کبریا (جل وعلا) سب پر معاذاللہ وہی معلون حکم لگادیا اور کافر شود مردود جہاں شد کا تمغہ لیا۔

پھر کیا تمہاری یہ آگ اللہ ورسول (جل وعلا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ضرر پہنچائے گی؟ حاش للہ بلکہ تمہیں کو جلائے گی، اور بے توبہ مرے تو اِن شاء اللہ القہار ابد الاباد تک "ذق انّك انت الاشرف الرشید" (اس کا مزہ چکھ بے شک تو اشرف رشید ہے۔ ت) کا مزہ چکھائے گی۔

پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی۔ تمام آئمہ واولیاء ومحبوبانِ خدا کو تم کافر کہو تو جائے شکایت نہیں، انہوں نے قصور ہی ایسا کیا ہے، ابلیس کی وسعتِ علم مانی تمہارے کلیجے کا سُکھ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوئی، براہینِ قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے، انہوں نے یہ تو کہا نہیں، لے کر چلے وسعتِ علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی، صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ وسلم پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کہ کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں تک تو تم پر آسانی تھی مگر ذرا خدا کی تکفیر ٹیڑھی کھیر ہوگی، کاذب تو کہہ دیا کافر کہتے کچھ تو آنکھ جھپکے گی، اور سب سے بڑھ کر پتھر کے تلے دامن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ہے جسے وہابیہ کے لیے سانپ کے منہ کی چھچھوندر کہیے تو بجا ہے، نہ اگلتی بنتی ہے نہ نگلتے، وہ کہہ کر چل بسے کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے غلاموں عارفوں پر ہر چیز روشن ہوتی ہے، وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں، وفات تک جو کچھ آنے والا ہے ہر حال کی اس وقت خبر رکھتے ہیں کہاں تو وہ مجالس میلاد پر اطلاع ماننے سے گنگوہی بہادر کا گھنٹہ شرک بلکہ اوندھی سمجھ میں ایک ہی نکاح کی خبر ماننے سے وہ فتاوٰی حنفیہ کی تکفیریں اور کہاں یہ ولی الٰہی بڑے بول جو کھال لگی رکھیں نہ ڈھول۔ اب انہیں کافر نہیں کہے تو غریب سنیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور وہابیت کی مٹی پلید ہو وہ الگ، اور اگر دل کڑا کرکے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہابیت بیچاری کا کٹھم ناٹھ ہوگیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمٰعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدی و پیر و پیشوا و حکیم اُمت و صاحب وحی و عصمت مانیں، کافر در کافر، کافروں کے بچے، کافروں کے چیلے ہوئے اور تم سب کہ اسمٰعیل جی کے شاہ صاحب کے معتقد و مداح بنتے تھے۔ تو ساتھ لگے گیہوں کے گھن تم سب کے سب کافرانِ کہن اللہ اللہ کفر کو بھی تم سے کیا محبت ہے کہ کسی پہلو چلو، کوئی روپ بدلو وہ ہر پھر کر تمہارے ہی گلے کا ہار ہوتا ہے۔

گر براندنرود ور برود باز آید مگسِ کفر بود خالِ رخ وہابی

(اگر بھگائے تو نہیں جاتی اور اگر جائے تو لوٹ آتی ہی کفر کی مکھی وہابی کے چہرے کا تِل ہے۔ ت)

" كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ "[1] وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیّدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔	مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی ہے، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا۔ (ت)

فقیر احمد رضا خان قادری عفی عنہ از بریلی ۱۴ ربیع الاول شریف روز شنبہ ۱۳۲۸ھ

رسالہ خالص الاعتقاد ختم ہوا۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۸ /۳۳

رسالہ

اِنبآءُ المصطفٰی بحال سِرّ واخفٰی ۱۳۱۸ھ

(مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خبر دینا پوشیدہ کی اور پوشیدہ ترین کی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۴۸: از دہلی چاندنی چوک موتی بازار، مرسلہ بعض علماء اہلسنت ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۸ھ

حضرت علمائے کرام اہلسنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید عـــہ دعوی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالٰی نے علم غیب عطا فرمایا ہے، دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا حتی کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر تفصیل سے جانتے ہیں۔ اور جمیع اولین وآخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنے کفِ دست مبارک کو، اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات واحادیث واقوالِ علماء پیش کرتا ہے۔

بکر اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعوی کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتی کہ آپ کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے

عـــہ: زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی مرحوم ہیں۔

اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علمِ ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمادیا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں سے کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالح ہے اور کون بدمذہب جہنمی ہے، نیز عمرو کا دعوٰی ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براھین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ پر یوں لکھتا ہے کہ شیطان کو وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصف قطعی ہے[1]۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللھم لك الحمد سرمدًا صل وسلم وبارك علی من علمته الغیب و نزھته من کل عیب وعلی اٰله وصحبه ابدًا رب انی اعوذبك من ھمزات الشیاطین واعوذبك رب ان یحضرون۔	اے اللہ تمام تعریفیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے لیے ہیں، درود و سلام اور برکت نازل فرما اس پر جس کو تو نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور اس کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے اور اس کی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اے میرے پرورگار! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے پروردگار! تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت عزت عظمۃ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب و یابس، جو پتّہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للہ الحمد کثیرًا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وکرّم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر

[1] البراہین القاطعہ بحث علمِ غیب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۵۱

لہرارہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل وعلا الحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

کُتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

آیاتِ قرآنی: قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ" [1]۔	اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

"مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ" [2]۔	قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

"مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ" [3]۔	ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ت) جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا، روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تا بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ** (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ت):

"وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ" [4]۔	ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۸۹

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۱۱

[3] القرآن الکریم ۶/ ۳۸

[4] القرآن الکریم ۵۴/ ۵۳

وقال اللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ"[1]۔	ہر شَے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

وقال اللہ تعالٰی اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ"[2]۔	کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہوچکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کُل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے، اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں۔ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلٰی درجے کی ہوں، عمومِ قرآن کی تخصیص کرسکیں بلکہ اس کے حضور مضمحل ہوجائیں گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہوسکے تو بحمد اللہ تعالٰی کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون الٰی یوم القیمۃ جمیع مندرجاتِ لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سماء و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔**وللہ الحجۃ الساطعۃ** اور جب کہ یہ علم قران عظیم کے "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"[3]۔(ہر چیز کا روشن بیان۔ت) ہونے نے دیا، اور پُر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا، تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہو "لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ"[4]۔(ان کا قصّہ ہم نے آپ پر بیان نہیں کیا۔ت) یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے: "لَا تَعْلَمُهُمْ"[5]۔(آپ ان کو نہیں جانتے۔ت) ہرگز ان آیات کے منافی اور علمِ مصطفوی کا نافی نہیں۔

الحمد للہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایاتِ علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۲

[2] القرآن الکریم ۶/ ۵۹

[3] القرآن الکریم ۱۶/۸۹

[4] القرآن الکریم ۴۰/ ۷۸

[5] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۱

کے گھٹانے کو آیاتِ قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انہیں دو فقروں میں ہوگیا ہے دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزولِ قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو تو استناد محض خرط القتاد، مخالفین جو پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کرلیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قامع سب کے لیے شافی و کافی، کہ عموم آیاتِ قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحاتِ آئمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔ ع

مدعی لاکھ پرہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سُنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں، نہ اصلاً اس پر التفات ہوسکے، اسی براہن قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر یوں لکھتے ہیں: عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد یہاں بھی مفید نہیں، لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے[1]۔

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا: اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، نہ ظنیاتِ صحاح کا[2]۔

صفحہ ۸۷ پر ہے: احاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فنِ اصول میں مبرہن ہے[3]۔

الحمدُ للہ تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے **فاجمعوا شرکاء کم** (اپنے شرکاء کو جمع کرلو۔ ت)

---

[1] البراھین القاطعہ بحث علم غیب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۵۱

[2] البراھین القاطعہ شب جمعہ میں ارواح کے اپنے گھر آنے کے اثبات میں روایات سب مخدوش ہیں ص ۸۹

[3] البراھین القاطعہ مسئلہ فاتحہ اعتقادیہ ہے اس میں ضعاف کیا احادِ صحاح بھی قابلِ اعتماد نہیں ص ۹۶

چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزولِ قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان ومایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

" فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا " [1]۔ فاعلموا " اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾ " [2]۔	اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ کرسکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو۔

والحمدللہ رب العالمین (اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ت) یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں: خودِ فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لاادری مایفعل بی ولا بکم (الحدیث)

(اور بخدا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ت)

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں [3]۔

قطع نظر اس سے کہ اس آیت وحدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم واحادیثِ صحیحہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ناسخ موجود کہ جب آیۂ کریمہ:

" لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ " [4]۔	(تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ)

نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی:

هنيأ لك يا رسول الله لقد بيّن الله لك ماذا يُفعل بك	یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۴

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۲

[3] البراہین القاطعہ بحث علمِ غیب مطبع لے بلاساوا قع ڈھور ص ۵۱

[4] القرآن الکریم ۴۸/ ۲

فماذا یُفعل بنا [1]۔	ساتھ کیا کرے گا، اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اُتری:

"لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَ یُکَفِّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۙ" [2]۔	تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دے ان سے ان کے گناہ، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

رہا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرات و وقاحت ہے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے:

اینجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم من بندہ ام نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار ست، جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد، و روایت بداں صحیح نشدہ است [3]۔	اس موقعہ پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایساہی لاتقربوا الصلوۃ (نماز کے قریب مت جاؤ۔ت) پر عمل کروگے تو خوب چین سے رہوگے ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں۔ لَا اَصۡلَ لَہٗ [4]۔ یہ حکایت محض

---

[1] صحیح البخاری کتاب المغازی ۲ /۶۰۰ و سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۷۴ ۵ /۱۷۶

[2] القرآن الکریم ۴۸ /۵

[3] مدارج النبوت لاعلم ماورای جداری ایں سخنے اصل ندارد مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۷

[4] المواہب الدنیۃ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۲۸

بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے افضل القری میں فرمایا: **لم یُعرف سَنَد**[1]۔ اس کے لیے کوئی سند نہ پہنچائی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادیات بتانا، احادیثِ صحیحہ بھی نامقبول ٹھہرنا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا علمِ عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحۃً فرمارہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، آپ اس کے سوا کیا کہیے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں تاکہ صحیحین بخاری ومسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔ ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

بالجملہ بحمد اللہ تعالٰی زید سُنی حفظہ اللہ تعالٰی کا دعوی آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل وجمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں، اگر یہاں کوئی دلیل ظنّی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضمحل ہو جاتی۔ نہ کہ صحیح مسلم وصحیح بخاری وغیرہا سُنن وصحاح ومسانید ومعاجیم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم واطلاق کی اور تاکید وتائید فرمارہی ہیں۔

احادیثِ مبارکہ:

صحیحین بخاری ومسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقامًا ماترك شیئا یکون فی مقامہ ذٰلك الٰی قیام الساعۃ الّاحدّث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ[2]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا بھول گیا۔

[1] افضل القرا القراء ام القرٰی

[2] مشکوٰۃ المصابیح برمز متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۶۱، صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۹۰، مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۸۵ و ۳۸۹

یہی مضمون احمد نے مسند، بخاری نے تاریخ، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔
صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے:

"قام فینا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذٰلك من حفظہ ونسیہ من نسیہ[1]۔	ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرنیش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر سے غروبِ آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ فاعلمنا احفظہ[2]۔ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرۂ آئمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فرأیتہ عزّوجل وضع کفّہ بین کتفیّ فوجدت بردانا ملہ بین ثدّی فتجلّٰی لی کل شیئ وعرفت[3]۔	میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

ھذا حدیث حسن سألت محمد بن اسمٰعیل	یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے

[1] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی قول اللہ وھو الذی یبدء الخلق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۵۳
[2] صحیح مسلم کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۹۰
[3] سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۶۰

عن ھذا الحدیث فقال صحیح [1]۔	اس کا حال پوچھا، فرمایا صحیح ہے۔

اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

فعلمت ما فی السمٰوٰت وما فی الارض [2]۔	جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

پس دانستم ہرچہ درآسمانہا وہرچہ در زمین ہا بود عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں [3]۔	چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کُلی۔ (ت)

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ابویعلٰی وابن منیع و طبرانی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما یحرّك طائر جناحیہ فی السمّاء الاّ ذکر لنا منہ علما [4]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے:

ھذا تمثیل لبیان کل شیئ تفصیلاً	یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی کریم صلی اللہ

[1] سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶ دار الفکر بیروت ۵ /۱۶۱

[2] سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴ دار الفکر بیروت ۵ /۱۵۹

[3] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۳۳

[4] مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۱۵۳، مجمع الزوائد عن ابی الدرداء کتاب علامات النبوۃ باب فیما اوتی من العلم. الخ دار الکتاب ۸ /۲۶۴

تارۃً واجمالًا اُخرٰی[1]۔	تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی، کبھی تفصیلًا کبھی اجمالًا۔

مواہب امام قسطلانی میں ہے:

ولا شك ان اللّٰه تعالٰی قد اطلعه علٰی اَزْیَدَمن ذٰلك والقٰی علیه علم الاوّلین والاخرین[2]۔	اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللّٰه قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والٰی ما هو کائن فیها الٰی یوم القیامة کانّما انظر الٰی کفی هذه جلیان من اللّٰه جلّاه لنبیّه کما جلّاه لنبیّین من قبله[3]۔	بے شک میرے سامنے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اس حدیث ہے کہ جو کچھ سماوات وارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عزوجلالہ نے اس تمام ماکان ومایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض سے فلک

[1] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل و من ذٰلك مااطلع الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ۳ /۱۵۳، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث القسم الثانی دار المعرفۃ بیروت ۷ /۲۰۶

[2] المواہب اللدنیہ المقصد الثامن الفصل مااخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیب المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۵۶۰

[3] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۳۸ حدید بن کریب دار لکتاب العربی بیروت ۶ /۱۰۱، کنز العمال حدیث ۳۱۸۱۰ و ۳۱۹۷۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱ /۳۷۸ و ۴۲۰

تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام والتسلیم ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرتِ الٰہی پر دشوار اور نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار، مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتّے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو آئمہ کرام و علمائے اعلان ان سے سند لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الملّۃ والدین سیوطی مصنف خصائص کبری و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنّیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی ہیثمی شارح ہمزیہ و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وغیر ہم رحمہم اللہ تعالٰی انہیں مشرک کہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سُنن ابنِ ماجہ میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علیّ امتی باعمالها حسنها وقبیحها[1]۔	میری ساری اُمت اپنے سب اعمالِ نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"عرضت علیٰ امتی البارحة لدی هٰذه الحجرة حتی لانا اعرف بالرّجل منهم من احدکم بصاحبه[2]۔	گزشتہ رات مجھ پر میری اُمّت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بے شک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

والحمدللہ ربّ العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ت)

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۷، مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۸۰

[2] المعجم الکبیر حدیث ۳۰۵۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۸۱، کنزالعمال حدیث ۳۱۹۱۱ موسستہ الرسال بیروت ۱۱/ ۴۰۸

اقوال ائمہ کرام:

امام اجل سیّدی بوصیری قدس سرہ، ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

وسع العالمین علمًا وحکمًا[1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم و حکمت تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القرٰی میں فرماتے ہیں:

لانّ اللہ تعالٰی اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والاٰخرین وماکان ومایکون[2]۔	یہ اس لیے کہ بے شک عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ماکان ومایکون کا علم حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوگیا۔

امام جلیل قدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

ان صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عرضت علیه الخلائق من لدن اٰدم علیه الصلوۃ والسلام الی قیام الساعة فعرفهم کلهم کما عُلّم اٰدم الاسماء[3]۔	حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی گئی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا۔ جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

النفوسُ القدسیّة اذا تَجرّدَتْ عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلٰی ولم یبق لها حجاب	پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالمِ بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور

[1] مجموع المتون متن قصیدۃ الهمزیة فی مدح خیر البریة الشؤن الدینیه دولته قطر ص ۱۸

[2] افضل القراء لقراء ام القرٰی

[3] نسیم الریاض الباب الثالث الفصل الاول فیما ورد من ذکر مکانته مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۲/ ۲۰۸

فترٰی وتسمع الکل کالمشاھد[1]۔	سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

قد قال علماءُ نا رحمھم اللہ تعالٰی لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی مشاھدتہ لامّتہ و معرفتہ باحوالھم و نیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذٰلك جلی عندہ لاخفاء بہ[2]۔	بے شک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی جناب ارفع میں، جل جلالہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالٰی مرقدہ المکرم مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذکر کن اُو را ودرود بفرست بروے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، وباش در حال ذکر گویا حاضرست پیش او در حالتِ حیات ومی بینی تو او رامتادب باجلال وتعظیم وہیبت وامید بداں کہ وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم می بیند ومی شنود کلام ترا زیراکہ وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ کیونکہ وہ صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہیں اور

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث حیثما کنتم فصلوا علیّ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۰۲

[2] المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علٰی زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۲، المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی المکتب الاسلامی العربی بیروت ۴/ ۵۸۰

متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس من ذکرنی[1]۔	اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا بدانکہ بڑھایا تاکہ اسے کوئی گویاکے نیچے داخل نہ سمجھے، غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ:

اعبدِ اللہ کانّك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک[2]۔	اللہ تعالٰی کی عبادت کر، گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقینا تجھے دیکھتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

ہر چہ درد نیا است زمانِ آدم تانفحہ اولٰی بروے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منکشف ساختند تاہمہ احوال رااز اول تاآخر معلوم کردو یاران خود رانیز بعضے ازاں احوال خبر داد[3]۔	جو کچھ دنیا میں زمانہ آدم سے پہلے صور پھونکے جانے تک ہے ان (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) پر منکشف کردیا یہاں تک کہ انہیں اول سے آخر تک تمام احوال معلوم ہوگئے۔ انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع دی۔

نیز فرماتے ہیں:

وھو بکل شیئ علیم o ووے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دانااست ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفاتِ حق واسماء وافعال وآثار و جمیع علومِ ظاہر و باطن اول وآخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم o علیہ من الصلوت افضلھا	وھو بکل شیئ علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوالِ احکام الٰہی احکامِ صفاتِ حق، اسماء افعال آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول وآخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں، آپ پر افضل درود اور اتم

[1] مدارج النبوۃ باب یازدہم وصل نوع ثانی کہ تعلق معنوی است الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۶۱

[2] صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الایمان قدیمی کتب خانہ ۱/ ۱۲، صحیح مسلم کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹

[3] مدارج النبوۃ کتاب الایمان باب پنجم وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۴۴

من التحیات اتمہا واکملہا[1]۔	ووا کمل سلام ہو۔ ت)

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

فاضَ علیّ من جنابِہِ المقدّس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کیفیۃُ ترقی العبدِ من حَیزہ الی حیزا لقدسِ فیتجلّٰی لہ حینئذٍ کُلُّ شَیئٍ کما اخبرعن ھٰذاا المشھد فی قصّۃِ المعراج المنامی[2]۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقامِ قدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہوجاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوالِ آئمہ حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف دے تو یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے، غرض شمس وامس کی طرح روشن ہوا کہ عقیدہ مذکورۂ زید کو معاذاللہ کفر وشرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رَد کرنا اور بہ کثرت آئمۂ دین واکابر علمائے عاملین واعظم علمائے کاملین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاذًا باللہ کافر ومشرک بنانا اور بحکم ظواہر احادیث صحیحہ وروایات معتمدہ فقیہہ خود کافر ومشرک بننا ہے اس کے متعلق احادیث وروایات واقوالِ آئمہ وترجیحات وتصریحات فقیر کے رسالہ النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید ورسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ علٰی کفریات ابی الوھابیۃ وغیرھا میں ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقایہ جائز الفنا، وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدّل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو، بصیرت کے اندھے اس علم ماکان ومایکون بمعنی مذکور ثابت جاننے کو معاذاللہ علمِ الٰہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمۃُ للہ علمِ الٰہی تو علمِ الٰہی جس میں غیر متناہی علوم

---

[1] مدارج النبوۃ مقدمۃ الکتاب مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲و۳

[2] فیوض الحرمین مشھد اللہ تعالٰی مخلوق کی طرف کتاب نازل کرنے کے لیے وقت کیا کرتا ہے محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۱۶۹

تفصیلی فراوانی بالفعل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہئے بالفعل و بالدوام ازلاً ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و سماوات وارض و عرش تا فرش وماکان ومایکون من اوّل یوم الٰی اٰخر الایام سب کے ذرے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا وہ بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے، یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین، کرام علیہ وعلیہم افضل الصلوۃ واکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں ف بعض اعاظم اولیائے عظام قدست اسرار ہم کو ملا، اور ملتا ہے ہنوز علومِ محمدیہ میں وہ بحار ذخار ناپیدا کنار ہیں جن پر ان کی افضیلت کلیہ اور افضیلت مطلقہ کی بناء ہے۔

اللہ عزوجل کے بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

فانّ من جودك الدّنیا وضرّتها ومن علومك علم اللّوح والقلم[1]

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان ومایکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی الک وصحبک وبارک وسلم

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں:

توضیحه ان المراد بعلم اللّوح ما اثبت فیه من النقوش القدسیة و الصور الغیبیة وبعلم القلم ما اثبت فیه کما شاء والا ضافة لادنی ملابسة وکون علمهما من علومه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم	یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علمِ لوح سے مراد نقوشِ قدس وصور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے، اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عزوجل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھے، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنی علاقے یعنی محلیت نقش واثبات کے باعث ہے اور ان

ف: تمام ماکان ومایکون کا علم علومِ حضور سے ایک علم ہے، یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے ۱۲منہ۔

[1] مجموع المتون متن قصیدۃ البردۃ الشئون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۱۰

انّ علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما انما یکون سطرًا من سطور علمه ونهرًا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده صلی الله تعالٰی علیه وسلم [1]۔	دونوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا،اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں،علوم کلیہ،علوم جزئیہ،علوم حقائق اشیاء وعلومِ اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات وصفات حضرت عزت جل جلالہ،سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے جملہ علوم علومِ محمدیہ کی سطروں سے ایک سطر،اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں،پھر بہ ایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہیں۔کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح وقلم ہوتے نہ اُن کے علوم،صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے لیے روزِ اول سے قیامت تک کے تمام ماکان ومایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالٰی وہ جمیع علم ماکان ومایکون علومِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔

والحمد لله رب العٰلمین o وخسر هنالك المبطلون o فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا،وقیل بُعدًا للقوم الظّٰلمین o	اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے،ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ(ت)

نصوصِ حصر:

یعنی جن آیات واحادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علمِ غیب خاصہ خدا تعالٰی ہے،مولٰی عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا،قطعًا حق اور بحمداللہ تعالٰی مسلمان کے ایمان ہیں مگر منکر متکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پر ان سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم ماکان ومایکون بمعنی۔

[1] الذبدۃ العمدۃ فی شرح البردۃ ناشر جمعیت علماء سکندریہ خیرپور سندھ ص ۱۱۷

مذکور ماننے والے پر حکمِ کفر وضلال، نصِ جنون وخام خیال بلکہ خود مستلزمِ کفر وضلال ہے۔

علم بہ اعتبار منشا دو ۲ قسم ہے: ۱ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو، اور بہ اعتبارِ متعلق بھی دو ۲ قسم ہے، ۱علم مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فروانی کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ عزوعلاء کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار داخل اور خود کنہ ذات الٰہی واحاطہ تام صفاتِ الٰہیہ نامتناہی سب کو شامل فردًا فردًا تفصیلاً مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو، ان تقسیمات میں علم ذاتی وعلم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہیں اور ہر گز کسی غیر خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے کہ علم ماکان ومایکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم واکمل ہو علومِ محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا، پھر علوم محمدیہ تو علومِ الٰہیہ ہیں، جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مطلق علم ہر گز حضرت حق عزوعلا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔

مولٰی عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوصِ حصر میں یقینًا قطعًا وہی قسم اوّل مراد ہو سکتی ہے۔ نہ کہ قسم اخیر، اور بداہۃً ظاہر کہ علم تفصیل جملہ ذرّات ماکان ومایکون بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید وافزوں علم بھی کہ بہ عطائے الٰہی مانا جائے اسی قسم اخیر سے ہوگا۔ تو نصوصِ حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً مس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں، وللہ الحمد، یہ معنی بآنکہ خود بدیہی وواضح ہے، آئمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوٰی پھر امام ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

لایعلم ذٰلك استقلالًا وعلم احاطۃٍ بکل المعلومات الا اللہ تعالٰی اما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالٰی اما المعجزات والکرامات فبا علام اللہ تعالٰی لھم علمت وکذا ما عُلِمَ باجراء العادۃ[1]۔	یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علمِ غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہو جائے یہ اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو نہیں رہے انبیاء کے معجزات اور اولیاء یہ تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انہیں علم ہوا ہے یونہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔

[1] فتاوٰی حدیثیہ مطلب فی حکم ما اذا قال قائل فلان یعلم الغیب مصطفی البابی مصر ص ۲۲۸

مخالفین کا استدلال محض باطل وخیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہوگیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلّال کے خود اقراری کفر وضلال کا تمغہ ہے، نیز انہیں میں روشن کیا کہ خلق کے لیے ادعائے علم غیب پر فقہا کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اخرائے طرزِ فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کچھ نہیں جانتےف کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر وضلال بیباک ہے بکر نے جس عقیدے کو کفر وشرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلما بدفرجام بکا، خود اس میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، لاجرم بکر کی یہ نفی مطلق شاملِ علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے، اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تامل ہوسکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزۃ جلالہ کی توہین شان، ایک دو کفر ہوں تو گنے جائیں۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

یوں ہی اس کا قول کہ اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا صریح کلمۂ کفر وخسار اور بیشمار آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ **لیغفرلك اللہ** مع حدیث صحیحین بخاری ومسلم، بعض اور سنئے، **قال اللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۵ "[1]۔	اے نبی! بے شک آخرت تمہارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وقال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۴ "[2]۔	بے شک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

ف: اپنے خاتمے کا حال حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۹۳/ ۴

[2] القرآن الکریم ۹۳/ ۵

وقال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ"[1]۔	جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے اور داہنے جولان عــــہ کرے گا۔

وقال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹"[2]۔	قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین وآخرین سب تمہاری حمد کریں گے۔

وقال اللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ت):

"تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰"[3]۔ علٰی قراءۃ الرفع قراۃ بن کثیر وابن عامر وروایۃ ابی بکر عن عاصم، الٰی غیر ذلك من الاٰیات۔	بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمہارے لیے اس خزانہ و باغ سے (جس کی طلب یہ کافر کررہے ہیں) بہتر چیزیں کردیں جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمہیں بہشت بریں کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔ **یجعل** کو مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر جو کہ ابن کثیر اور ابن عامر کی قراءۃ ہے اور ابوبکر کی عاصم سے یہ روایت ہے اس کے علاوہ اور بھی متعدد آیات ہیں۔ (ت)

اور احادیثِ کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وخصائص وقتِ وفاتِ مبارک وبرزخ مطہر وحشر منور وشفاعت وکوثر وخلافتِ عظمٰی وسیادتِ کبرٰی ودخولِ جنت ورویت وغیرہا وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔ یہاں صرف

عــــہ: دوڑے گا۔ ۱۲

[1] القرآن الکریم ۶۶ /۸

[2] القرآن الکریم ۱۷ /۷۹

[3] القرآن الکریم ۲۵ /۱۰

ایک حدیث تبرکاً سُن لیجئے۔

جامع ترمذی وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا خطیبھم اذا وفدوا، وانا خطیبھم اذا اُنصتوا، وانا مستشفعھم اذا حُبِسوا، وانا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ و المفاتیح یومئذٍ بیدی، وانا اکرم ولد اٰدم علی ربی یطوف علیّ الف خادمٍ کانھم بیض مکنون اولؤلؤ منثور [1]۔	جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف لاؤں گا، اور جب وہ سب دم بخود رہیں گے تو اُن کا خطبہ خواں میں ہوں گا، اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ میں ہوں گا۔ اور جب وہ نا امید ہو جائیں گے تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا، عزت کے لیے اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی، لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہِ عزت میں میری عزت تمام اولادِ آدم سے زائد ہے، ہزار خدمتگار میرے ارد گرد گھومیں گے گویا وہ گرد و غبار سے پاکیزہ انڈے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔

بالجملہ بکر پر مکر کے گمراہ و بددین ہونے میں اصلاً شُبہہ نہیں، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تفویۃ الایمان ہے اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت نہ رکھنے کو بس تھا، جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ وغیرہا کے مطالعے سے ظاہر ہے ؎

اذاکان الغراب دِلیْل قومٍ　　　سیھدیھم طریق الھالکینا [2]

(جب کوّا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر ڈال دے گا۔ ت)

والعیاذ باللہ تعالٰی۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب المناقب باب منہ امین کمپنی دہلی ۲ /۲۰۱، دلائل النبوۃ ذکر الفضیلۃ الرابعۃ باقسام اللہ بحیاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عالم الکتب بیروت ص ۱۳، سنن الدارمی باب مااعطی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعۃ ۱ /۳۰،
الدر المنثور بحوالہ ابن مردویۃ عن انس رضی اللہ عنہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶ /۳۰۱

[2]

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علمِ اقدس حضور پر نور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زائد ہے اس کا جواب اس کفرستانِ ہند میں کیا ہو سکتا ہے، ان شاء اللہ القہار (اگر بہت قہر فرمانے والا خدا نے چاہا۔ت) روزِ جزا وہ ناپاک نانہجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" [1] (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کون سی کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتًا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

"وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" [2]۔	اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔
"إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا" [3]۔	جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کو، اللہ نے اُن پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں، اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت والی مار۔

شفائے امامِ اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خفاجی مسمّٰی بہ نسیم الریاض میں ہے:

جمیع من سبّ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشتمة اوعابه ھو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقد عابه و نقصه وان لم یسبه(فھو ساب والحکم فیه حکم الساب) من غیر فوق بینھما(لانستثنی منه)(فصلاً) ای صورةً (ولانمتری)فیه تصریحًا کان	یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے علم تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی، اگرچہ گالی نہ دی، یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے، ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں، نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک وتردد کو

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

اوتلویحًا وھذا کلّہ اجماع من العلماء وائمۃ الفتوٰی من لدن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم الٰی ھلّم جرًّا [1] اھمختصرًا۔ نسأل اللہ العفووالعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ ونعوذ بہ من الحور بعد الکور ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علیہ سید المرسلین واللہ سبحانہ تعالٰی اعلم۔	راہ دیں، صاف صاف کہا ہو یا کنایہ سے، ان سب احکام پر تمام علماء اور آئمہ فتوی کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک برابر چلاآیا ہے۔اھ مختصرًا ہم اللہ تعالٰی سے دنیاوآخرت میں معافی اور عافیت چاہتے ہیں اور کثرت کے بعد قلّت سے اس کی پناہ چاہتے ہیں نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بُلندی و عظمت والے خدا کی توفیق سے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالٰی رسولوں کے سردار پر، اور اللہ سبحنہ و تعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس سوال کے ورود پر ایک مبسوط کتاب بحر عباب منقسم بہ چار باب مسمّٰی بہ نام تاریخی مائی الحبیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ) کی طرح ڈالی۔

باب اول: فصوص یعنی فوائد جلیلہ ونفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔

باب دوم: نصوص یعنی اپنے مدعاپر دلائل جلائل قرآن وحدیث واقوالِ آئمہ قدیم وحدیث۔

باب سوم: عموم و خصوص کہ احاطہ علومِ محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے۔

باب چہارم: قطع اللصوص یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات نجدیۂ نو و کہن کی سر فگنی و تکبر شکنی، مگر فصوص ونصوص کے ہجوم و وفور نے ظاہر کردیا کہ اطالت تاحدّملالت متوقع،

لہٰذا باذن اللہ تعالٰی نفع عامّہ کے لیے اس بحر ذخار سے ایک گوہر شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار سے در مختار مسمّی بہ نام تاریخی **اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون**" (۱۳۱۸ھ) (پوشیدہ موتی بشیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علمِ ماکان ومایکون کے بارے میں۔ت) چن لیا جس نے جمع و تلفیق کے عوض نفع و تحقیق کی طرف بحمد اللہ زیادہ رُخ کیا۔اس کے ایک ایک نور نے نورالسمٰوت والارض جل جلالہ کے عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلماتِ باطلہ کافور ہوتی نظر آئیں۔

[1] نسیم الریاض القسم الرابع الباب الاول مرکز اھل سنت برکاتِ رضا گجرات ہند ۴/ ۳۳۵و۳۳۶

یہ چند حرفی فتوٰی کہ اس کے لمعات سے ایک شعشہ اور بلحاظ تاریخ بنام ابناء المصطفٰی بحال سرّ واخفی (مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پوشیدہ اور پوشیدہ ترین کے حال کی خبر دینا۔ت) مسمّٰی ہے۔ اس کے تمام اشارات خفیہ کا بیان مفصل اسی پر محول ذی علم ماہر تو ان ہی چند حروف سے اِن شاء اللہ تعالٰی سب خرافات وجزافات مخالفین کو کیفر چشانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالٰی رسائل مذکورہ کے لآلی متلالی سے بہرہ ور ہوں، حضراتِ مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ اگر توفیقِ الٰہی مساعدت کرے یہی حرفِ مختصر ہدایت کرے تو ازیں چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم وغلبئ وہم و قلّتِ تدرّب و شدتِ تعصب اپنی تمام جہالاتِ فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں۔ تو اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں۔ جو بہ عنایت الٰہی واعانت رسالت پناہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کردے گا۔ ان کا ہر کاسہ سوال آبِ زلال رَدو ابطال سے بھر دے گا۔

الا انّ موعد ھم الصبح الیس الصبح بقریب ط وما توفیقی الاّ باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب ط۔	خبردار! بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے کیا صبح قریب نہیں، اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔(ت)

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کچھ ہذیات [عہ] کا رنگ دکھائے، اور جب صبح ہدایت افق سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کہا افسانہ تھا

معہذا طائفہ ارانب وثعالب کو یہی مناسب کہ جب شیر ژیاں کو چہل قدمی کرتا دیکھ لیں سامنے سے ٹل جائیں اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں، نہ یہ کہ اس وقت اس کے خرام نرم پر غرّہ ہو کر آئیں اس کی آتشِ غضب کو بھڑکائیں اپنی موت اپنے منہ بلائیں، ع

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دور تر خواہند   شغالانِ ہزیمت مند خشم شیر ہیجارا

(اے دوست! نصیحت سُن کہ اپنی جان سے دور چاہتے ہیں، شکست پسند گیدڑ بپھرے ہوئے شیر کے غصے کو۔ت)

عہ: بے ہودہ گوئی۔

میں کہتا ہوں یہ میرا قول ہے، اور میں اللہ تعالٰی سے اپنے لیے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں، پاکیزہ درود اور بڑھنے والے سلام ہوں ہمارے سردار محمد پر جو غیب کی خبریں دینے والے اور پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر جو بزرگی والے سردار ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالٰی خوب جانتا ہے اور اللہ جل مجدہ، کا کلام اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)	**اقول:** قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولسائر المؤمنین والمؤمنات و الصلوۃ الزاکیات والتحیّات النامیات علٰی سیدنا محمدٍ نبی المغیبات مظھر الخفیات وعلٰی الہ وصحبہ الاکارم السادات واللہ سبحنہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اَتَمُّ واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبـــہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامّی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

انباء المصطفٰی بحال سرّ واخفٰی

ختم ہوا۔

رسالہ
ازاحۃ العیب بسیف الغیب
(عیب کو دُور کرنا غیب کی تلوار سے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۴۹: از مدرسہ دیوبند ضلع سہارن پور مرسلہ یکے از اہلسنت نصرہم اللہ تعالٰی بوساطت جناب مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالٰی۔

تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے۔

جناب عالی (یعنی جناب مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سر موفرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمیع اکابر علماء، و طلباء و روسانے مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالٰی جارج پنجم بادشاہِ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کی خدا مغفرت کرے۔ اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا اور مبلغ چوبیس روپیہ کانا برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کردیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کردیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کیا اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

علیہ وآلہ وسلم کو، امام احمد نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، میری کتنی عمر باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں، پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انہوں نے فرمایا: **خمس لایعلمھا الّاھو**[1]۔ (پانچ اشیاء ہیں جن کو اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ت) تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں، دوسرا والیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہوگیا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہوگیا، علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے انتہی، یہاں کے لوگ اس قدر بدمعاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دے دیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ تو آپ نے انکے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کردیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے، تو اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ یہ غلط ہے، محض افتراء ہے، علم غیب کا کیا ذکر، اللہ اکبر، ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲ صفحہ آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہوگیا اکراہ کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا، آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا۔ پس دوسرا شخص اٹھا، اس نے اقرار زنا کا کرلیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مرجوم ہوگیا۔ آپ نے فرمایا **تاب توبة** الخ (اس نے پکی توبہ کی الخ ت) اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑادیتے، یہ اچھی غیب دانی ہے۔ **ھذا کله قوله** (یہ سب اس کا قول ہے۔ت) اور بھی وقتًا فوقتًا احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے۔ **اللہ اکبر، معاذ اللہ من شرہ** (اللہ تعالٰی بہت بڑا ہے، اللہ کی پناہ اس کے شر سے۔ت)

الجواب:

اللہ عزوجل گمراہی و بے حیائی سے پناہ دے، فقیر نے انباء المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق الفیوض المکیہ میں بیان امین ہے، میں پھر تذکیر کردوں کہ ان شاء اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سُنّی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیاتِ قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزولِ اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو **جمیع ماکان ومایکون**

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی عامر الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۲۹ و ۱۶۴

یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک کی ہر شَے ہر بات کا علم عطا فرمایا، اور اصول میں مبرہن ہوچکا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث احاد بھی مسلم نہیں ہوسکتی، اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم:

اول: وہ آیت قطعی الدلالۃ یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم: واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم: اس دلیل سے راسًا عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محل ذہول میں اس پر جزم محال، اور وہ منافی حصول علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقتضی ہے۔

چہارم: صراحةً نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لیے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ، نفی عطائیہ کو مستلزم نہیں۔ اللہ عزوجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کرکے فرمائے گا "**مَاذَآ اُجِبْتُمْ**ؕ" تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے کیا جواب دیا، عرض کریں گے "**لَاعِلْمَ لَنَا**ؕ" [1]۔ ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور انکے امثال کے رَد کو بھی چار جملے بس ہیں، اور یہاں امر پنجم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعوی ہے۔ امور متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنون و سفاہت میں صریح ولوج ہے۔ ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات بر باد ہوجاتے ہیں "**كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ**﴿۲۶﴾" [2]۔ (جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ہے اب اُسے قیام نہیں۔ ت)

اب یہیں ملاحظہ کیجئے:

اولًا: چاروں شبہے امر اوّل سے مردود ہیں ان میں کون سی آیت یا حدیث قطعی الدلالۃ ہے۔

ثانیًا: دوسرا اور چوتھا شبہہ امر دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایام نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں۔

ثالثًا: دوسرا شبہہ امر سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہابیہ

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹

[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۶

بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں۔ ذٰلك بانهم قوم یکابرون (یہ اس لیے ہے کہ وہ حق کا انکار کرنے والی قومی ہے۔ت) اور شُبہ سوم کا حال بھی ظاہر، روزِ قیامت کا عظیم ہجوم، تمام اولین وآخرین وانس و جن کا ازدحام، لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور حوض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر، مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیراں صرف ایک محمد رسول اللہ سیّد الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام اس سے کروڑویں حصے کا کروڑواں حصہ ہجوم، کارہائے عظیمہ مہمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہو جن کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت تو ان کے ہوش پراں ہوجائیں، آئے حواس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عوالم صحرائے لق ودق میں بھنگے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے: "اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ" [1]۔ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ت) پھر ان عظیم و خارج از حد کاموں کے علاوہ وقت وہ سہمناک کہ اکابر انبیاء ومرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عزوجل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو، پھر ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچہ، وہ جوشِ ہیبت، وہ کام کی کثرت، وہ وفورِ رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھوں طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اعجاز ہے، جس سے بالا صرف علم الٰہی ہے وبس۔ "ولکن الوهابية قوم لایعقلون" (لیکن وہابی وہ قوم ہیں جنہیں عقل نہیں۔ت) اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام امت کا دکھایا جانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی، جس پر احادیثِ کثیرہ ناطق، اگرچہ وہابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روزِ قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیثِ بیان کون فرمارہا ہے، خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تو ارشاد فرمارہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم، کارہائے خطیر میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں۔ "لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۬ۙ" [2]۔ (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ت) ولکن الوهابیه قوم یفرقون (لیکن وہابی تفریق پیدا کرنے والی قوم ہے۔ت)

رابعًا: پہلا شبہہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر وقتِ موت اسے بتادینا

[1] القرآن الکریم ۹۴/ ۱

[2] القرآن الکریم ۸/ ۴۴

غالب اوقات اکثر ناس کے لیے مصلحتِ دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرمادیا، کیا مستبعد ہے۔

فائدہ:

یہ انہیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہوگئے، اب بتوفیقہ تعالٰی بعض افادیت ذکر نہ کریں کہ وہابیہ کی کمال حالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار رَد ہوجائیں۔

فاقول: وباللّٰہ التوفیق (چنانچہ میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ت)

شبہ اُولٰی: کے دو ۲ رد گزرے امر اول و چہارم سے، ثالثاً حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کردنی۔ امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی۔ اے سبحان اللہ! جھوٹ گھڑے تو ایسا گھڑے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے ترپین (۱/۲۔۵۳) برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے۔ ابن سیرین کی وفات نہم شوال ایک سودس (۱۱۰ھ) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ایک سو چونسٹھ (۱۶۴ھ) میں۔ تقریب میں ہے:

محمد بن سیرین ثقۃ ثبت عابد کبیر القدر مات سنۃ عشر ومائۃ[1]۔	محمد بن سیرین ثقہ، ثبت، عبادت گزار اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں، ان کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

محمد بن سیرین لہ الید الطولٰی فی تعبیر الرؤیا توفی تاسع شوال یوم الجمعۃ سنۃ عشر ومائۃ بالبصرۃ[2]۔	محمد بن سیرین جو کہ خوابوں کی تعبیر میں کامل مہارت رکھتے تھے، نے ۹ شوال ۱۱۰ھ بروز جمعہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ت)

تقریب میں ہے:

احمد بن محمد بن حنبل مات احدی واربعین ولہ سبع وسبعون سنۃ[3]۔	امام احمد بن محمد بن حنبل نے ۲۴۱ھ میں وصال فرمایا جب کہ آپ کی عمر مبارک ۷۷ برس تھی۔ (ت)

[1] تقریب التھذیب ترجمہ ۵۹۲۶ محمد بن سیرین دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ / ۸۵

[2] وفیات الاعیان ترجمہ ۵۶۵ محمد بن سیرین دار الثقافۃ بیروت ۴ / ۱۸۲

[3] تقریب التھذیب ترجمہ ۹۶ احمد بن محمد بن حنبل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۴۴

وفیات الاعیان میں ہے:

الامام احمد بن حنبل خرجت اُمّه من مرو و هی حامل به فولدته فی بغداد فی شهر ربیع الاول سنة اربع وستین ومائة[1]۔	امام احمد بن حنبل کی والدہ ماجدہ مرو سے نکلیں جبکہ امام احمد ان کے شکم میں تھے، چنانچہ آپ کی والدہ نے آپ کو شہر بغداد میں ربیع الاول شریف ۱۶۴ھ میں جنا۔(ت)

مگر یہ کہئے کہ امام احمد علیہ الرحمہ نے جب کہ اپنے جد امجد کی پشت میں نطفے تھے یہ خواب دیکھا اور امام ابن سیرین نے **مافی الارحام** (جو رحموں میں ہے۔ت) سے بھی خفی ترغیب **مافی الاصلاب** (جو پشتوں میں سے۔ت) کو جانا اور تعبیر بیان کی۔ یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضراتِ وہابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کو فضائل سے اتنی عداوت نہیں جتنی اصل اُصول جملہ فضائل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

لطیفہ جلیلہ: دیوبندی علماء کی جہالت اپنے قابل ہے، ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے قابل تھی، عالیجناب امام الوہابیہ مولوی گنگوہی صاحب آنجہانی اپنے ایک فتوے میں اپنی دادِ قابلیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن منصور کے قتل پر امام ابویوسف شاگردِ امام ابوحنیفہ جو کہ سیّد العلماء تھے اور سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتوٰی قتل کا دیا، بجا ہے۔(حاشیہ: قتل پر قتل کا فتوٰی بھی قابل تماشا ہے، یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو۔۱۲) در فنِ تاریخ ہم کمالے دارند (فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ت)

سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الاخر ایک سو بیاسی ہجری (۱۸۲ھ) کو ہے اور حضرت حسین بن منصور حلاج قدس سرہ، کا یہ واقع ۲۳ ذی القعدہ (۳۰۹ھ) تین سو نو ہجری میں، دونوں میں قریب ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کو غیب داں کہیے کہ اپنی وفات سے سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتوٰی دے گئے۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے:

القاضی ابویوسف الامام العلامة الفقیه العراقین صاحب ابی حنیفة اجتمع	قاضی ابویوسف امام، علامہ، اہل کوفہ و بصرہ کے فقیہ اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، تمام مسلمان

[1] وفیات الاعیان ترجمہ ۲۰ احمد بن حنبل دار الثقافۃ بیروت ۱/ ۶۴

علیه المسلمون مات فی ربیع الاٰخر سنة ثنتین و ثمانین ومائة عن سبعین سنة الاسنة وله اخبار فی العلم والسیادة[1]۔	آپ پر متفق ہیں۔آپ نے ماہِ ربیع الثانی ۱۸۲ہجری کو ۶۹ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔علم وسیادت میں ان کی متعدد خبریں ہیں۔(ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

کانت ولادة القاضی ابی یوسف سنة ثلث عشرة ومائة وتوفی یوم الخمیس اول وقت الظهر لخمس خلون من شهر ربیع الاول سنة اثنتین وثمانین ومائة ببغداد[2]۔	قاضی ابویوسف کی ولادت ۱۱۳ھ کو اور وفات ۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ بروز جمعرات بوقتِ اول ظہر بغداد میں ہوئی۔ت)

اسی میں تاریخ شہادتِ حضرت حلاج میں لکھا:

"یوم الثلثاء لسبع بقین وقیل لست بقین من ذی القعدة سنة تسع وثلثمائة[3]۔	۲۳ یا ۲۴ ذوالقعدہ ۳۰۹ھ بروز منگل(ت)

سلطان اورنگزیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالٰی برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی مدعیِ ولایت کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے،اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی۔سلطان نے پوچھا۔جناب کی عمر شریف کس قدر ہے؟ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے مین سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑرہا تھا میں جوان تھا سلطان نے فرمایا:علاوہ کشف و کراماتِ در فن تاریخ ہم کمالے دارند(کشف و کرامات کے علاوہ فنِ تاریخ میں بھی کمال رکھتے ہیں۔ت)

دیوبندی صاحبوں نے توترپن چون ہی برس کا بل رکھا تھا،جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم،اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالیجاب گنگوہیت مآب کو ابن ملجم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے قبر میں اتارا،تو کیا مستعبد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۲۷۳/ ۲۶۲ ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ۲۱۴

[2] وفیات الاعیان ترجمہ ۸۲۴ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم دار الثقافة بیروت ۶/ ۳۸۸

[3] وفیات الاعیان ترجمہ ۱۸۹ الحاج حسین بن منصور دار الثقافة بیروت ۲/ ۱۴۵

اوّلاً: ممکن کہ اشتراک اسماء ہو، وفاتِ گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں انکے یہ نام ہوں۔
ثانیاً: بابِ تشبیہ واسع ہے جیسے **لکل فرعون موسٰی** (ہر فرعون کے مقابلے میں موسٰی ہوتا ہے۔ت) مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابویوسف شاگردِ امام ابوحنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سوا اس کے اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افترائے بعید **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المجید**۔
رابعاً: بفرض صحتِ حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموع خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن، بارہ احتمال ہیں، کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرضِ غلط امام احمد ہی ہوں روزِ خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی امام احمد کی عمر شریف ستتر (۷۷) سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال بہتر سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں، یا اصل دیکھئے تو امام احمد وامام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنالیا۔ کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے والے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوئیں اور ثابت ہو کہ اس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی، اس وقت اس کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مقدارِ عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا، اور جب کہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہٰذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیوبِ خمسہ کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمام بھی تھے کہ ہم نے ترک کردیئے۔
شبہہ ثانیہ: کے تین رَد گزری امر اول و دوم و سوم سے۔ رابعاً دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے جس ناپاک وبیباک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو اِن شاء اللہ تعالٰی روزِ قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں، امر اہم واعظم واجل واعلٰی میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے، ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے۔ **ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون** (لیکن وہابی جاہل قوم ہے۔ت)

شبہہ ثالثہ: کے دو رَد گزرے امر اول وسوم سے۔

ثالثًا: یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بتائی صریح افترا ہے، نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتا ہے۔

رابعًا: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر اعمالِ اُمت پیش کیے جانے کو غلط و محض افترا کہنا غلط و محض افترا ہے۔ بزار اپنی مسند میں بسندِ صحیح جیدّ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیرلکم تحدثون ونحدث لکم، ووفاتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم فمارأیت من خیر حمدت اللہ علیہ ومارأیت من شر استغفرت اللہ لکم [1]۔	میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تم سے باتیں کرتے ہیں، اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے جب بھلائی دیکھوں گا حمدِ الٰہی بجالاؤں گا اور جب برائی دیکھوں گا تمہاری بخشش چاہوں گا۔ (ت)
اللھم صل وسلم وبارك علیہ صلوۃ تکون لك ولہ رضاء ولحقہ العظیم اداء اٰمین۔	اے اللہ! درود وسلام اور برکت عطا فرما آپ پر ایسا درود جو تیری اور ان کا رضا کا ذریعہ ہو اور اس سے انکے عظیم حق کی ادائیگی ہو۔ آمین۔ (ت)

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیر لکم تحدثون وتحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرالکم تعرض علیّ اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ وان رأیت شرا ذٰلك استغفرت اللہ لکم [2]۔	میری جینا تمہارے لیے بہتر ہی مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمد الٰہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔

---

[1] البحر الزخار المعروف بمسند البزار حدیث ۱۹۲۵ مکتبہ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۵/ ۳۰۸ و ۳۰۹

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر ما قرب الرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم من اجلہ دار صادر بیروت ۲/ ۱۰۴

ف: حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ طبقات ابن سعد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے منقول ہے۔

اللھم صل وسلم وبارك علیه قدر رأفته ورحمة بامته ابدا امین۔	اے اللہ! آپ پر ہمیشہ اس قدر درود وسلام اور برکت نازل فرما جس قدر آپ اپنی امت پر مہربان ہیں، آمین (ت)

ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسمٰعیل بہ سند ثقات بکر بن عبدالبر مزنی سے مرسلًا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیر لکم تحدثونی ونحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیر احمدت اللہ وان رأیت شرا استغفرت لکم[1]۔ اللھم صل وسلم وبارك علٰی ھذا الحبیب الذی ارسلته رحمة وبعثته نعمة وعلٰی اله وصحبه عدد کل عمل وکلمة امین۔	میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے، جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا۔ اے اللہ تعالٰی! تمام اعمال اور تمام کلمات کی تعداد کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل فرما اس حبیب پر جسے تو نے رحمت اور نعمت بنا کر بھیجا ہے، آمین۔ (ت)

امام ترمذی محمد بن علی والدِ عبدالعزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

تعرض الاعمال یوم الاثنین ویوم الخمیس علی اللہ تعالٰی وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتھم وتزداد وجوھھم بیضا ونزھة فاتقوا	ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انکے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالیوں

[1] کنزالعمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبداللہ مرسلًا حدیث ۳۱۹۰۳ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۷، الجامع الصغیر بحوالہ ابن سعد عن بکر حدیث ۳۷۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۲۹

اللہ تعالٰی ولا تؤذوا موتاکم [1]۔ اللھم وفقنا لما ترضاہ ویرضاہ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و تزداد وجوہ اٰبائنا وامھاتنا بیاضا واشراقا اٰمین۔	سے ایذا نہ دو۔ اے اللہ ! ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جن پر تُو اور ہمارا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوش ہوں اور ان سے ہمارے ماں باپ کے چہروں کی نورانیت اور چمک میں اضافہ ہو، آمین۔ (ت)

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعمال امتی تعرض علیّ فی کلّ یوم جمعۃ، واشتد غضب اللہ علی الزناۃ [2]۔	بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

امام اجل عبداللہ بن مبارک سعید بن مسیّب بن حزن رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی:

لیس من یوم الاتعرض فیہ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم [3]۔	کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وآلہ وسلم پر ان کی اُمّت کے اعمال صبح و شام دو دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم انہیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

وذٰلك كل یوم کما ذکرہ المؤلف وعدہ من خصوصیاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و تعرض علیہ ایضا مع الانبیاء	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور صلی اللہ تعالٰی

[1] نوادر الاصول الاصل السابع واستون والمائۃ الخ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۵۸ عمران القصیر دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۱۷۹

[3] کتاب الزھد باب فی عرض عمل الاحیاء علی الاموات حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت الجزء الرابع ص ۴۲

والاباء یوم الاثنین والخمیس [1] قالہ تحت حدیث ابن سعد المذکور، واللہ تعالٰی اعلم۔	علیہ وآلہ وسلم پر اعمالِ امت انبیاء اور آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔ (یہ بات امام مناوی نے حدیث ابن سعد مذکور کے تحت فرمائی ہے، اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ت)

اس طرح بارگاہِ حضور میں اعمالِ اُمّت کی پیشی روزانہ ہر صبح وشام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو جدا، پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ بالجملہ دیوبندیوں کا اسے غلط وافترائے محض کہنا محض اسی بناپر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے جلتے ہیں، صحیح حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے بچ کر نکلتے ہیں، اوندھے چلتے ہیں، "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۝۶" [2]۔ (پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔ت)

شبہہ رابعہ: کے دو رُد گزرے امر اول ودوم سے۔

ثالثاً: حدیث ترمذی، جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر شدید اعتراض جمانا چاہا "وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۝۲۲۷" [3]۔ (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) اصول محدثین پر محل کلام اور اصولِ دین پر قطعًا حجیت سے ساقط ہے، ترمذی کے یہاں اس کے لفظ یہ ہیں۔

حدثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن یوسف عن اسرائیل ثنا سماك بن حرب عن علقمة بن وائل الکندی عن ابیه ان امرأة خرجت علی عهد النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم تریدالصلوة فتلقاها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت فانطلق ومر علیها رجل فقالت ان ذٰلك الرجل فعل بی کذا وکذا، و مرت بعصابة	علقمہ بن وائل کندی اپنے باپ (وائل) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے عہد اقدس میں ایک عورت نماز پڑھنے کے لیے نکلی تو اسے ایک مرد ملا جس نے اسے ڈھانپ لیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی وہ عورت چیخی تو وہ شخص چلا گیا، ایک اور شخص اس عورت کے پاس سے گزرا تو اس عورت نے کہا کہ اس مرد نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ اور وہ خاتون مہاجرین کی

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث حیاتی خیرلکم مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۰۲

[2] القرآن الکریم ۴۵/ ۶

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

من المهاجرین فقالت ان ذالك الرجل فعل بی كذا كذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذی ظنت انه وقع علیها واتوها فقالت نعم هو هذا فاتوا به رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فلما امر به لرجم قام صاحبها الذی وقع علیها فقال یارسول الله انا صاحبها فقال لها اذهبی فقد غفر الله لك،وقال للرجل قولًا حسنًا،وقال للرجل الذی وقع علیها ارجموه وقال لقد تاب توبة لوتابها اهل المدینة لقبل منهم،هذا حدیث حسن غریب صحیح،و علقمة بن وائل بن حجر سمع من ابیه وهو اكبر من عبد الجبار بن وائل وعبدالجبار بن وائل لم یسمع من ابیه [1]۔	ایک جماعت کے پاس سے گزری اور کہا اس مرد نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔وہ لوگ گئے اور اس مرد کو پکڑ لائے جس کے بارے میں اس خاتون نے گمان کیا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،جب وہ اسے خاتون کے پاس لائے تو اس نے کہا ہاں یہ وہی ہے،چنانچہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے پھر جب آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص اٹھ کر کھڑا ہوگیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زنا کیا تھا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ! میں نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے،چنانچہ آپ نے اس عورت سے فرمایا: جا اللہ تعالٰی نے تیری مغفرت کردی،اور پہلے مرد سے اچھا کلام فرمایا اور دوسرے مرد جس نے حقیقۃً زنا کیا تھا کہ بارے میں فرمایا کہ اس کو سنگسار کردو پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام اہلِ مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کرلی جاتی۔یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے،علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے اور وہ عبدالجبار بن وائل سے بڑے ہیں عبدالجبار نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سُنا۔ت)

(۱) وائل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے علقمہ کے سماع میں کلام ہے،امام یحیٰی بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتی ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جزم کیا،میزان میں ہے:

علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان	علقمہ بن وائل بن حجر صدوق ہے مگر یحیٰی بن معین

[1] جامع الترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی المراۃ اذا استکرھت علی الزنا امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۷۵

يحيى بن معين يقول فيه رواية عن ابيه مرسلة[1]۔	کہتے ہیں کہ اس کی روایت اپنے باپ سے مرسل ہے۔(ت)

تقریب میں ہے:

علقمة بن وائل صدوق الا انه لم يسمع من ابيه[2]۔	علقمہ بن وائل صدوق ہے مگر اپنے باپ سے اس نے کچھ نہ سنا۔(ت)

(۲) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے، تقریب میں ہے:

قد تغير باخبره فكان ربما يلقن[3]۔	آخر عمر میں وہ متغیر ہوگئے تھے چنانچہ بسا اوقات انہیں تلقین کی جاتی تھی۔(ت)

امام نسائی نے اس کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تنہا وہی راوی ہوں حجت نہیں۔ میزان میں ہے:

قال النسائی اذا انفرد باصل لم يكن بحجة لانه كان يلقن فيتلقن[4] اھ وقد انقد الحافظ على الترمذی تصحيحاته بل وتحسيناته كما بيناه فى مدارج طبقات الحديث وغيرها من تصانيفنا۔	نسائی نے کہا جس حدیث میں علقمہ منفرد ہو وہ حجت نہیں کیونکہ انہیں بات سمجھائی جاتی تب وہ سمجھتے اور حافظ نے ترمذی پر اس کی تصیحات بلکہ اس کی تحسینات پر تنقید کی، جیسا کہ ہم نے اپنی تصانیف مدارج طبقات الحدیث وغیرہ میں اس کو بیان کیا ہے۔(ت)

اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

(۳) ابوداؤد نے یہ حدیث بعینہٖ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ **لیرجم** (کہ اسے رجم کیا جائے۔(ت)) جو منشاء اعتراض وہابی ہے، اصلاً نہیں، اس کی سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن يحيى بن فارس	ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحیٰی بن فارس نے وہ

[1] میزان الاعتدال ترجمہ ۵۷۶۱ علقمہ بن وائل دار المعرفۃ بیروت ۳ /۱۰۸

[2] تقریب التہذیب ترجمہ ۴۷۰۰ علقمہ بن وائل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۶۸۷

[3] تقریب التہذیب ترجمہ ۲۶۳۲ علقمہ بن وائل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۳۹۴

[4] میزان الاعتدال ترجمہ ۳۵۴۸ سماك بن حرب دار المعرفۃ بیروت ۲ /۲۳۳

نا فریابی نا اسرائیل نا سماك بن حرب عن علقمة بن وائل عن ابیه[1]۔	کہتے ہیں ہمیں فریابی نے وہ کہتے ہیں ہمیں اسرائیل نے وہ کہتے ہیں ہمیں سماک بن حرب نے علقمہ بن وائل سے انہوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی۔(ت)

اور محل احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں:

فقالت نعم ھو ھذا فاتوا به رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فلما امر به قام صاحبها الذی وقع علیها فقال رسول الله انا صاحبها[2]۔	اس عورت نے کہا ہاں یہ وہی ہے چنانچہ وہ لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔جب آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو وہ شخص کھڑا ہوگیا جس نے فی الواقع اس عورت سے زناء کیا تھا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کے ساتھ زناء کیا ہے۔(ت)

آخر میں:

قال ابوداؤد رواہ اسباط بن نصر ایضا عن سماك[3]۔	ابوداؤد نے کہا اس کو اسباط بن نصر نے بھی سماک سے روایت کیا ہے۔(ت)

یہاں امر بہ مطلق ہے ممکن کہ تحقیقات کے لیے حکم فرمایا یہ بھی سہی کہ بقدرِ حاجت کچھ سخت گیری کرو قید کرو کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعًا متہم کی تعزیر جائز ہے۔جامع ترمذی میں حسن بن معاویہ بن خیدہ قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

حدثنا علی بن سعید الکندی ثنا ابن المبارك عن معمر عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم حبس	ہمیں حدیث بیان کی علی بن سعید کندی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن مبارک نے انہوں نے معمر سے انہوں نے بہز بن حکیم سے انہوں نے بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو

[1] سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیئ فیقر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۵

[2] سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیئ فیقر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۵

[3] سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیئ فیقر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۶

رجلافی تہمة ثم خلی عنه"قال الترمذی وفی الباب عن ابی هریرة حدیث بھز عن ابیه عن جده حدیث حسن،وقدروی اسمعیل بن ابراہیم عن بھزبن حکیم ھذا الحدیث اتم من ھذا واطول اھ[1] قلت سندالترمذی حسن،علی وبھزوحکیم کلھم صدوق ما اشار الیه من روایة اسمعیل بن ابراهیم فقد رواھا ابن ابی عاصم فی کتاب العفو،قال حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ثناء ابن عُلیة عن بھزعن ابیه عن جده ان اخاه اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فقال جیرانی علی ما اخذوا فاعرض عنه فاعاد قوله فاعرض عنه وساق القصة قال فی اخرھا خلواله عن جیرانه[2]۔	کسی تہمت میں محبوس فرمایا پھر چھوڑ دیا۔اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی روایت ہے۔بہز کی حدیث بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا سے حسن ہے۔تحقیق اسمٰعیل بن ابراہیم نے بہز بن حکیم سے اس حدیث کو اتم واطول روایت کیا ہے۔اھ میں کہتا ہوں ترمذی کی سند حسن ہے،علی،بہزاور حکیم تمام صدوق ہیں۔اسمٰعیل بن ابراہیم کی روایت سے جس حدیث کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے۔اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب العفو میں روایت کیا،کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن علیہ نے انہوں نے بہز سے انہوں نے بہز سے انہوں نے بواسطہ اپنے آپ کے اپنے دادا سے روایت کی کہ اُن کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری پڑوسی کس بنیاد پر پکڑے گئے،آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔انہوں نے بات دہرائی،آپ نے پھر اعراض فرمایا،اور پورا قصہ بیان کیا،اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایااس کی خاطر اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔(ت)

(۴)امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کاجس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا،مصابیح کے لفظ یہ ہیں:

عن علقمة بن وائل عن ابیه	علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل سے راوی ہیں کہ

[1] جامع الترمذی ابواب الدیات باب ماجاء فی الحبس فی التہمة امین کمپنی دہلی ۱/۱۷۰

[2] حدیث بالمفہوم سنن ابی داؤد کتاب القضاء ۲/ ۱۵۵ ومسند احمد بن حنبل ۵ /۴

ان امرأة خرجت علی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ترید الصلوة فتلقاها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت صحیة وانطلق ومرت بعصابة من المهاجرین فقالت ان ذلك فعل بی کذا وکذا، فاخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال لها اذهبی فقد غفر الله لك وقال للرجل الذی وقع علیها ارجموه وقال لقد تاب توبة لوتابها اهل المدینة لقبل منهم[1]۔	ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے ارادہ سے نکلی تو ایک مرد اسے ملا جو اس پر چھا گیا۔اس نے عورت سے اپنی حاجت پوری کرلی۔وہ چیخی تو وہ مرد چلا گیا، مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو وہ عورت بولی کہ اس شخص نے مجھ سے ایسا ایسا کیا ہے۔لوگوں سے اس شخص کو پکڑ لیا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عورت سے فرمایا تو جا تجھے اللہ تعالٰی نے بخش دیا ہے۔اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اس پر چھا گیا تھا کہ اسے رجم کردو،اور فرمایا یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ سارے مدینہ والے کرتے تو ان کی توبہ قبول ہوجاتی۔

یہ بالکل وبے دغدغہ ہے، مشکوٰۃ میں اسے ذکر کرکے کہارواہ الترمذی وابوداؤد[2] (اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ت)۔

(۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلاً کوئی شہادت معائنہ گزرے تو چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم وقتل کا حکم دے دے، حاشا ہرگز نہیں،ایسا حکم قطعاً،یقیناً،اجماعاً قرآن عظیم و شریعتِ مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم وخونِ انصاف ہے،اس سے کوئی شخص انکار

[1] مصباح السنة کتاب الحدود حدیث ۲۶۵۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۲ /۱۱۲

[2] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود،الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۳۱۲

نہیں کرسکتا، اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماعِ علماء مردود و باطل و مخذول ہے اگرچہ کیسی ہے سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ بوجوہ محلِ نظر ہے، سماک کے سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے۔ امام علی مدینی نے فرمایا: **اسرائیل ضعیف** [1]۔ (اسرائیل ضعیف ہے۔ت) ابن سعد نے کہا: **منھم من یستضعفه** [2]۔ (اُن میں سے بعض اُسی ضعیف قرار دیتے ہیں۔ت) یعقوب بن شیبہ نے کہا: **صالح الحدیث وفی حدیثه لین** [3] (صالح الحدیث ہے اس کی حدیث میں کمزوری ہے۔ت) میزان میں ہے: **کان یحیی القطان لایرضاہ** [4]۔ (یحییٰ قطان اُسے پسند نہ کرتے تھے۔ت)

ابن حزم نے کہا: ضعیف، اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی، ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے۔ تقریب میں کہا:

صدوق کثیر الخطا یغرب اھ [5]۔ اما ماحاول به التفصی عنه فی حامش نسخة الطبع اذ قال لعل المراد فلما قارب ان یامر به وذلك قاله الراوی نظر الی ظاهرا لا مر حیث انهم احضروہ فی المحکم عند الامام والامام اشتغل بالتفتیش عن حاله اھ [6]۔ **فاقول:** لایجدی نفعا	صدوق ہے بہت خطا کرتا ہے نوادرات بیان کرتا ہے۔ اھ (ت) مطبوعہ نسخے کے حاشیے میں مُحشّی نے یوں کہہ کر اشکال سے بچنے کا ارادہ کیا ہے کہ شاید مراد اس سے یہ ہو کہ جب اپ رجم کا حکم دینے کے قریب ہوئے اور راوی نے ظاہر امر کو دیکھتی ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپ نے رجم کا حکم دیا۔ اس لیے کہ لوگوں نے اُس شخص کو امام کے پاس کچہری میں پیش کیا اور امام اس کے حال کی تفتیش میں مشغول ہوئے۔ اھ (ت) **فاقول:** (تو میں کہتا ہوں) یہ کچھ نفع نہیں

[1] میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰۹

[2] میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰۹

[3] میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰۹

[4] میزان الاعتدال ترجمہ ۸۲۰ اسرائیل بن یونس دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۰۹

[5] تقریب التھذیب ترجمہ ۳۲۱ اسباط بن نصر دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۶

[6] جامع الترمذی باب الحدود باب ماجاء فی المراۃ اذا استکرھت علی الزناء (حاشیہ) امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۷۵

فان الاشتغال بالتفتیش لایفھم قرب الامر بالرجم مالم یکن ھناك شیئ یثبتہ وماکان ھناك شھود ولااقرار وما کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیامر بقتل مسلم من دون ثبت فکیف یظھر للناظر قرب الامر بالرجم رجما بالغیب بل نسبة مثل ھذا ا الفھم الرکیك الباطل الذی یترفع عنہ احاد الناس الی الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم ثم ادعاء انھم اعتمدوا علیہ کل الاعتماد حتی نسبوا الامر بالرجم الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ازراء بالصحابة وھو یرفع الامان عن روایاتھم. ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔	دیتا کیونکہ تفتیش میں مشغول ہونے سے رجم کا حکم دینے کے قریب ہونا نہیں سمجھا جاتا جب تک وہاں اس کو ثابت کرنے والی کوئی شے نہ پائی جائے، جب کہ وہاں نہ گواہ ہیں نہ اقرار اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم بغیر ثبوت کے کسی مسلمان کے قتل کا حکم نہیں دیتے تو ناظر پر محض تخمینے سے امرِ رجم کیسے ظاہر ہوگیا، بلکہ ایسے باطل و رکیک فہم جس سے عام لوگ بھی منزہ ہوں کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرنا پھر یہ دعوت کرنا کہ انہوں نے اس پر مکمل اعتماد کرلیا اور امرِ رجم کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب کردیا صحابہ کرام پر جسارت ہے اور یہ ان کی روایت سے امان کو اٹھادے گا۔ بُلندی و عظمت والے معبود کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ (ت)

رابعًا: یہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہابیہ کا عجب اوندھا پن قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو کوالٹی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں، اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حکم بنایا حضور کے احکام شریعتِ ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقتِ باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا۔ ابن ابی شیبہ وابویعلی وبزار وبیہقی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال ذکروا رجلا عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکروا قوتہ فی الجھاد واجتھادہ فی العبادۃ فاذا ھم بالرجل مقبل فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ و الہ وسلم انی لاجد فی وجھہ سفعة من الشیطان فلما دنی فسلم فقال لہ	صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے، اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ پاتا ہوں۔ اس نے پاس آکر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھل حدثت نفسك بانہ لیس فی القوم احد خیر منك؟ قال نعم، ثم ذھب فاختط مسجدا و وقف یصلی، فقال رسول اللہ ایکم یقوم فیقتلہ؟ فقام ابوبکر فانطلق، فوجدہ یصلی، فرجع، فقال وجدتہ قائمًا یصلی، نھبت ان اقتلہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ؟ فقال عمر فصنع کما صنع ابوبکر، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ؟ فقال علی انا قال انت ان ادرکتہ فذھب فوجدہ قد انصرف فرجع، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا اول قرن خرج فی امتی لوقتلتہ مااختلف اثنان بعدہ من امتی[1]	علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ کہا ہاں، پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کرکے نماز پڑھنے کھڑا ہوا، حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کردے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ گئے، دیکھا وہ نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا۔ حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اُسے قتل کردے؟ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا۔ حضور نے پھر فرمایا۔ تم میں کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کردے؟ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی میں حضور نے فرمایا: ہاں تم اگر اسے پاؤ۔ یہ گئے وہ جاچکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری امت سے پہلی سینگ نکلا تھا اگر یہ قتل ہوجاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی، ارشاد ہوا اسے قتل کردو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے۔ فرمایا: خیر ہاتھ کاٹ دو۔ پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سہ بارہ زمانہ صدیقِ اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا۔ چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا۔ پانچویں بار پھر چرایا۔

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماروی فی اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل الذی وصف الخ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۲۸۷و۲۸۸، مسند ابویعلٰی عن انس حدیث ۳۶۵۶و۴۱۱۳و۴۱۲۸ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۴/ ۸تا۱۰و۱۵۴و۱۵۵و۱۶۲، کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب اہل البغی باب علامتھم وعبادتھم مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۳۶۰

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا۔ لے جاؤ اسے قتل کردو۔ اب قتل کیا گیا۔

ابویعلٰی اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلص فامر بقتلہ فقیل انہ سرق فقال اقطعوہ ثم جیئ بہ بعد ذٰلك الی ابی بکر وقد قطعت قوائمہ فقال ابوبکر مااجدلك شیئا الاماقضی فیك رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم امر بقتلك فانہ کان اعلم بك فامر بقتلہ[1]۔	کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا آپ نے فرمایا اس کو قتل کردو، عرض کی گئی کہ اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹے جاچکے تھے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس کے بغیر تیرا علاج نہیں جانتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تیرے بارے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ اس کو قتل کردو وہ تیرا حال خوب جانتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ت)

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوہ فقالوا انما سرق، قال فاقطعوہ ثم سرق ایضا فقطع	ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چوری کی اُسے آپ کی بارگاہ میں لایا گیا آپ نے فرمایا۔ اس کو قتل کردو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس

[1] کنز العمال بحوالہ ع والشاشی طب ك ص حدیث ۱۳۸۶۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۵/ ۵۳۸

ثم سرق علی عهد ابی بکر فقطع، ثم سرق فقطع، حتّٰی قطعت قوائمه، ثم سرق الخامسة فقال ابوبکر رضی الله تعالٰی عنه کان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اعلم بهٰذا حیث امر بقتله اذهبوا به فاقتلوه[1]	نے پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ زمانہ صدیقی میں پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا، پھر چوری کی پھر قطع کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری کرلی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اس کا حال خوب جانتے تھے جب کہ آپ نے پہلی مرتبہ ہی اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جاؤ اور قتل کردو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے علوم غیب ہی کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحقِ قتل نہ تھے۔ امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی سلمہ اللہ تعالٰی خصائص کبرٰی شریف میں فرماتے ہیں:

باب ومن خصائصه صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه جمع بین القبلتین والهجرتین وانه جمعت له الشریعة والحقیقة ولم یکن للانبیاء الا احدهما بدلیل قصة موسٰی مع الخضر علیهما الصلوة و السلام وقوله انی علی علم من علم الله لاینبغی لك ان تعلمه وانت علی علم من علم الله تعالٰی لاینبغی لی ان اعلمه	باب اور حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں۔ اور یہ کہ آپ کے لیے شریعت وحقیقت کو جمع کر دیا گیا۔ دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی میں یہ دونوں وصف جمع نہ ہوئے بلکہ وہ صرف ایک وصف کے ساتھ متصف ہوئے۔ اس کی دلیل سیّدنا موسٰی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ قول کہ آپ نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کہا: میں اللہ تعالٰی کی طرف سے ایسے علم کا حامل

[1] المستدرك للحاکم کتاب الحدود حکایة سارق قتل فی الخامسة دار الفکر بیروت ۴/ ۳۸۲

وقد کنت قلت ھذا الکلام اولا استنباطا من ھذا الحدیث من غیر ان اقف علیه فی کلام احد من العلماء ثم رأیت البدر بن المصاحب اشار الیه فی تذکرته ووجدت من شواھده حدیث السارق الذی امر بقتله والمصلی الذی امر بقتله وقد تقدم فی باب الاخبار بالمغیبات۔

ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں اور آپ کو منجانب اللہ ایسا علم عطا ہوا جس کو جاننا مجھے مناسب نہیں۔(امام سیوطی فرماتے ہیں) میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کرکے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں اس بارے میں کسی عالم کے کلام پر مطلع ہوتا۔اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر بن المصاحب نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک چور کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ جس میں آپ نے ایک نمازی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا،دونوں مذکورہ حدیثیں اس سے قبل الاخبار بالمغیبات کے باب میں گزرچکی ہیں۔

زیادۃ ایضاح لھذا الباب: فقد اشکل فھمه علی قوم ولو تأملوا لاتضح لھم المراد بالشریعة الحکم بالظاھر وبالحقیقة الحکم بالباطن وقد نص العلماء علی ان غالب الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام انما بعثوا لیحکموا بالظاھر دون ما اطلعوا علیه من بواطن الامور وحقائقھا وبعث الخضر علیه السلام لیحکم بما اطلع علیه من بواطن الامور وحقائقھا ولکون الانبیاء لم یبعثوا بذلك

اس باب کی مزید وضاحت: تحقیق لوگوں کو اس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی اور اگر وہ غور وفکر کرتے تو مطلب واضح ہوجاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم اور حقیقت سے مراد باطنی حکم ہے،بے شک علمائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس لیے مبعوث ہوئے کہ وہ ظاہر پر حکم کریں نہ کہ امور باطنیہ اور ان کے حقائق پر جن سے وہ مطلع ہوئے۔اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و

انکر موسٰی علیہ قتلہ الغلام وقال لہ لقد جئت شیئا نکرا لان ذلك خلاف الشرع فاجابہ بانہ امر بذالك وبعث بہ فقال وما فعلتہ عن امری "(ذلك تاویل) و ھذا معنی قولہ لہ انّك علی علم الٰی اخرہ۔	خبر ہے چونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اس کے ساتھ بعثت نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا بے شک تم نے بہت بری بات کی اس لیے کہ قتلِ نفس شریعت کے خلاف ہے، لہٰذا اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادے سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا میں اللہ تعالٰی کی طرف سے ایسے علم کا حامل ہوں جسے جاننا آپ کو مناسب نہیں۔الخ۔
قال الشیخ سراج الدین البلقینی فی شرح البخاری المراد بالعلم التنفیذ والمعنی لاینبغی لك ان تعلمہ لتعمل بہ لان العمل بہ مناف لمقتضی الشرع ولا ینبغی ان اعلمہ فاعمل بمقتضاہ لانہ مناف لمقتضی الحقیقۃ قال فعلی ھذا لایجوز لولی التابع للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ تعالٰی علیہ نے شرح بخاری میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ آپ اس کا علم حاصل کریں تاکہ آپ اس پر حکم نافذ کریں، کیونکہ اس پر عمل کرنا تقاضائے شریعت کے خلاف ہے، اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضاء پر عمل کروں کیونکہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اس قاعدے کے بموجب اس ولی کے لیے جائز نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ

اذااطلع حقیقۃ ان ینفذ ذلك بمقتضی الحقیقۃ وانما علیه ان ینفذ الحکم الظاھر انتھی۔	تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تابع ہے کہ جب وہ حقیقت پر مطلع ہو تو وہ بہ مقتضائے حقیقت اس کا نفاذ کرے بے شک اس پر یہی لازم ہے کہ حکمِ ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی۔
وقال الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ قال ابوحبان فی تفسیرہ الجمھور علی ان الخضر نبی وکان علمه معرفۃ بواطن اوحیت الیه وعلم موسٰی الحکم بالظاھر فاشار الی ان المراد فی الحدیث بالعلمین الحکم بالباطن والحکم بالظاھر لاامر اٰخر۔	حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاصابہ میں فرمایا کہ ابوحبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور انکا علم ان امورِ باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی جب کہ حضرت موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا علم ظاہر پر حکم لگانا تھا حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد ظاہر و باطن پر حکم لگانا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب مراد نہیں ہے۔
وقد قال الشیخ تقی الدین السبکی ان الذی بعث به الخضر شریعۃ له فالکل شریعۃ واما نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فانه امر اولًا ان یحکم بالظاھر دون ما اطلع علیه من الباطن والحقیقۃ کغالب الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام، ولھذا قال نحن نحکم بالظاھر، وفی لفظ انما اقضی بالظاھر	شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن و حقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں"۔

واللہ یتولی السرائر وقال انما اقضی بنحو ما اسمع فمن قضیت لہ بحق اخر فانما ھی قطعۃ من النار وقال للعباس اما ظاھرك فکان علینا واما سریرتك فالی اللہ وکان یقبل عذر المتخلفین عن غزوۃ تبوك ویکل سرائرھم الی اللہ وقال فی تلك المرأۃ لو کنت راجما احدا من غیر بینۃ لرجمتھا وقال ایضا لولا القرآن لکان لی ولھا شان فھذا کلہ صریح فی انہ انما یحکم بظاہر الشرع بالبینۃ اوالاعتراف دون ما اطلعہ اللہ علیہ من بواطن الامور وحقائقھا ثم ان اللہ زادہ شرفا واذن لہ ان یحکم بالباطن وما اطلع	ایک روایت میں اس طرح ہے میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطن حالات کا خدا عزوجل مالک ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہٰذا میں نے جس کے لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کردیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالٰی کے سپرد فرماتے تھے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا۔ اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن نہ ہوتا تو یقینا میرے لیے اور اس عورت کے لیے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر اور شواہد اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل و شہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ عزوجل نے آپ کو مطلع فرمایا

علیہ من حقائق الامور فجمع لہ بین ماکان للانبیاء و ماکان للخضر خصوصیۃ خصہ اللہ بھا ولم یجمع الامر ان لغیرہ، وقد قال القرطبی فی تفسیرہ اجمع العلماء عن بکرۃ ابیھم ان لیس لاحد ان یقتل بعلمہ الا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وشاھد ذٰلک حدیث المصلیّ والسارق الذین امر بقتلھما فانہ اطلع علی باطن امرھما وعلم منھما مایوجب القتل۔	اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔اس کے بعد اللہ عزوجل نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن پر حکم لگائیں اور جن امور کی حقیقتوں کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے تھے اور اس خصوصیت کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کے لیے اللہ عزوجل نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔اور امام قرطبّی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں فرمایا علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے سوائے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے۔اس کی شاہد اس نمازی اور چور والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالٰی نے ان دونوں کے باطنی حالات پر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمادیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ کو علم ہوگیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔)
ولوتفطن الذین لم یفھموا الی استشھادی بھذین الحدیثین فی اخر الباب	(امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)کاش کہ یہ علماء اعلام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان

لعرفوا ان المراد الحکم بالظاھر والباطن فقط لاشیئ اخر لایقوله مسلم ولا کافر ولا مجانین المارستان، وقد ذکر بعض السلف ان الخضر الی الاٰن ینفذ الحقیقة وان الذین یموتون فجأةً ھو الذین یقتلھم فان صح ذلك فھو فی ھذہ الامة بطریق النیابة عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فانه صار من اتباعه کما ان عیسٰی علیه السلام لما ینزل یحکم بشریعة النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم نیابة عنه ویصیر من اتباعه وامته [1]۔	دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں، اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ مجنون و پاگل بعض اسلاف رحمہم اللہ تعالٰی نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوۃ و السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتی ہیں، اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس اُمت میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بطورِ نیابت ہوگا اور وہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے وہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے متبعین اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں گے۔ اھ (ت)

اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے، اور سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے، ولہذا انہوں نے ناسمجھ بچہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کردیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں، اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر شرع

[1] الخصائص الکبرٰی باب ومن خصائصه انه جمع بین القبلتین الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۱۹۲، ۱۹۱

اور اپنے علومِ غیب دونوں پر عمل و حکم کا رب عزوجل نے اختیار دیا ہے۔ اور امام قرطبی نے اجماعِ علماء نقل فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بناء پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاید کچھ نہ ہو، اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں، تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علومِ غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہابیو! اب تو اپنی اوندھی مَت پر مطلع ہوئے۔ **فانّی تؤفکون** (تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔ ت)

مسلمانو! وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا، حکم کے دو ہی منبے ہوئے، یا ظاہر شرع یا باطنی علومِ غیب، ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رُو سے تو اصلاً حکم رجم کی گنجائش نہ تھی، نہ ملزم کا اقرار نہ اصلاً کوئی گناہ، صرف مدعی کا غلط دعوی سن کر قتل کا حکم فرمادیں۔ نبی کی شان تو ارفع و اعلٰی ہے۔ آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے بربنائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ بزعمِ خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں، تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا۔ کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقتضٰی ہے۔

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[1] "وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۶۱﴾"[2] "رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾"[3] وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیدنا و مولانا	بیر اُن کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سُنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اے میرے رب تیری پناہ شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ اور اللہ درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولٰی

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[3] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷و۹۸

محمد وٰاله وصحبه اجمعين وٰاخر دعوٰنا ان الحمدلله رب العٰلمين، والله سبحٰنه وتعالٰى اعلم وعلمہ جل مجده اتم واحكم	محمد مصطفٰی پر، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ اور ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا، اور اللہ سبحٰنہ و تعالٰی خوب جانتا ہے، اور اس کا علم اتم و احکم ہے۔ (ت)

رسالہ ازاحۃ العیب بسیف الغیب ختم ہوا۔

مسئلہ ۱۵۰: از موضع پارہ پرگنہ مورانواں ضلع اناؤ مسئولہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ قیام کرنا بوقتِ ذکر ولادت شریف بدعت سیئہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو بعد قرونِ ثلثہ قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا اُسی وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیمی قیام کیا جاتا ہے، یا یہ کہ اُسی وقت آپ کی تشریف آوری ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متجلی ہوتے ہیں، اگر حضارِ محفل میں آپ رونق افروز ہوتے ہیں، تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلاد خوان منبر پر اور آپ فرشِ زمین پر، اور اگر آپ منبر پر جلوہ فگن ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوئی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے، لہٰذا بہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے، اس کے برعکس عمرو محفل میلاد شریف اور قیام تعظیمی و تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور وسیلہ نجات اور ذریعہ فلاحت دینی و دنیوی سمجھتا ہے، فقط۔

الجواب:

قیام وقت ذکرِ ولادت سید الانام علیہ وعلٰی ذویہ افضل الصلوۃ والسلام بلاشبہ مستحب و مستحسن علمائے اعلام وعادت محبین کرام وغیظ وہابیہ لئام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامة القيامة على طاعن القيام لنبی تهامة صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وغیرہا میں اسے متعدد آیات قرآن مجید سے ثابت کیا، مگر وہابیہ کو کیا سوجھے۔ "لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا "[1]۔ (وہ آنکھیں رکھتے ہیں

[1] القرآن ۷/ ۱۷۹